بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر
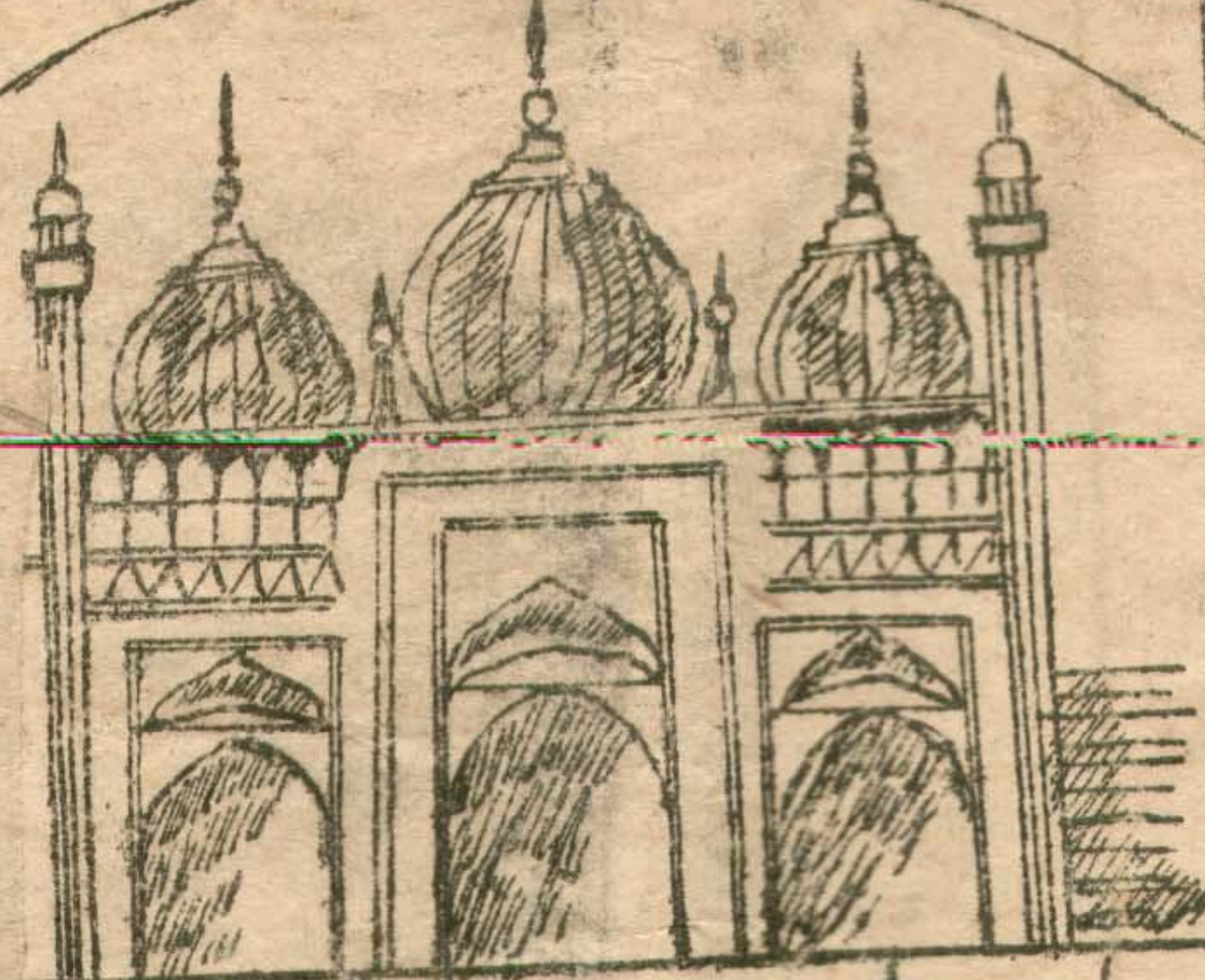
BADR QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی للعہ

اے جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان

رجسٹرڈ نمبر ال ۔ بروز جمعرات

آں مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

جلد ۷

نمبر ۵

مورخہ ۳ ۔ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۶ ۔ فروری ۱۹۰۸ء

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

اسسٹنٹ ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قیمت از طلباء و غیر مذاہب

فی پرچہ ۲

ایّام الصلح

اے لوگو! خدا سے ڈرو ۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو ۔ اور سچ سچ صلاحیت کا جامہ پہن لو ۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے ۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں ۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں ۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے ۔ وہی ہے ۔ جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے اور وہی ہے ۔ جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے ۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں ۔ جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں ۔ اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں ۔ اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں ۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں ۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے ۔ اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے ۔ وہ ان کا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے ۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا ان کی مدد کرتا ہے ۔ اور اس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں ۔ کس قدر شکر کا مقام ہے ۔ کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے ۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دو گے ؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑ دو گے ۔ ہمارے لئے اس کی ... ... رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے ۔

قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے ۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے ۔ کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے ۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصن حصین ہے ۔

حق کے طالب کے لئے نہایت ضروری ہے

کہ اس حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے اور اپنے تئیں یہ دھوکہ نہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہوں ۔ قرآن شریف پڑھتا ہوں ۔ شرک سے بیزار ہوں ۔ نماز کا پابند ہوں اور ناجائز اور بد باتوں سے اجتناب کرتا ہوں کیونکہ مرنے کے بعد کامل نجات اور سچی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہوگا ۔ جس نے وہ زندہ اور حقیقی نور اس دنیا میں حاصل کر لیا ہے جو انسان کے مونہہ کو اس کے تمام قوتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے ۔ اور جس سے اس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی روح میں ایک سچی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے ۔ وہ زندہ اور حقیقی نور کیا چیز ہے ؟ وہی خداداد طاقت ہے جس کا نام یقین اور معرفت تامہ ہے یہ وہی طاقت ہے جو اپنے زور آور ہاتھ سے ایک خوفناک اور تاریک گڑھے سے انسان کو باہر لاتی اور نہایت روشن اور پُرامن فضا میں بٹھا دیتی ہے اور قبل اس کے جو یہ روشنی حاصل ہو ۔ تمام اعمال صالحہ رسم اور عادت کے رنگ میں ہوتے ہیں اور اس صورت میں ادنیٰ ادنیٰ ابتلاؤں کے وقت انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے ۔ بجز اس مرتبہ یقین کے خدا سے معاملہ صافی کس کا ہو سکتا ہے ۔ جس کو یقین دیا گیا ہے ۔ وہ پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے اور ہوا کی طرح اس کی طرف جاتا ہے اور آگ کی طرح غیر کو جلا دیتا ہے اور مصائب میں زمین کی طرح ثابت قدمی دکھلاتا ہے ۔ خدا کی معرفت دیوانہ بنا دیتی ہے ۔ مگر لوگوں کی نظر میں دیوانہ اور خدا کی نظر میں عقلمند اور فرزانہ ۔ یہ شربت کیا ہی شیریں ہے ۔ کہ حلق سے اترتے ہی تمام بدن کو شیریں بنا دیتا ہے ۔ اور یہ وہ وہ کیا ہی لذیذ ہے ۔ کہ ایک دم میں تمام نعمتوں سے فارغ اور لاپرواہ کر دیتا ہے ۔ مگر ان دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے ۔ جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کی جاتی ہیں ۔ اور کسی دوسرے کے خون سے نہیں ۔ بلکہ اپنی سچی قربانی سے حاصل ہوتا ہے کیسا مشکل کام ہے ۔ آہ صد آہ !

کتبہ عاجز محمد حسین احمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"موت"

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب یہ ہو چکا تو میں پاؤں سے سر کی جانب سکڑنے لگا جیسا کہ ربڑ کی تار سکڑتی ہے اور وہ مجھے یاد ہے۔ کہ یہ حالت چونتروں تک واقع ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ اب چونتڑوں کے نیچے کوئی جان نہیں۔ مجھے پیٹ اور سینے سے گذرنے کی حالت یاد نہیں۔ مگر مجھے یہ بخوبی یاد ہے کہ میں تمام کا تمام سر میں آ جمع ہوا اور میں نے خیال کیا کہ اب سارا سر میں ہوں اور جلدی رہا ہو جاؤں گا۔ میں دماغ کے گرد گھوما گویا میں بالکل خالی تھا اور آہستہ آہستہ اس کو چاروں طرف سے مرکز کی جانب دبایا۔ اور کھوپری کی نسوں سے باہر کو جھانکا اور نکلا۔ مجھے بخوبی یاد ہے۔ کہ میں شکل اور رنگت میں جیلی مچھلی کیطرح معلوم ہوتا تھا۔ جب میں نکلا تو میں نے اپنے سرہانے دو عورتوں کو دیکھا جب میں سر سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں بلبلے کیطرح اس کے ساتھ لگا ہوا ہوں اور جھوم رہا ہوں۔ آخر میں جسم سے الگ ہو کر آہستہ سے فرش پر گر پڑا۔ جہاں سے میں آہستہ سے اٹھا اور پورے قد کا انسان ہو گیا۔ میں عورتوں اور دیگر لوگوں سے جو اس پاس کھڑے تھے بچنے کے لئے دروازہ کی طرف دوڑا مگر وہاں پا کر میں نے معلوم کیا کہ میرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ لہذا میں واپس آیا۔ لوگوں کو دیکھا اور اپنے مردہ جسم کو بھی دیکھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو جسم کے گرد بیٹھے اور کھڑے دیکھا اور ان دو عورتوں کو بھی دیکھا جو بائیں طرف دو زانو ہو کر بیٹھی تھیں اور وہ وہی تھیں۔ اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ میری بیوی اور بہن تھیں مگر اسوقت مجھے شخصیت کا علم نہ تھا۔ بیوی بہن یا دوست میرے لئے مساوی تھے مجھے رشتہ کا تعلق یاد نہ تھا۔ میں عورت کو مرد سے تمیز کر سکتا تھا۔ مگر اس سے زیادہ نہیں۔

میں نے کوشش کی کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کروں تا ان کو تسلی دوں اور بتاؤں۔ کہ وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں۔ میں نے ان کو دائیں ہاتھ سے سلام کیا اور ان میں پھرتا رہا۔ مگر کسی نے میری طرف توجہ نہ کی مجھے یہ حالت تمسخر انگیز معلوم ہوئی اور میں ہنس پڑا۔

میں دروازہ سے گذر گیا گلی میں گیا تب میں نے دیکھا کہ میں جتنا زمینی زندگی میں تھا اس سے بڑا ہوں میں نے خیال کیا کہ میں اب کیسا تندرست ہوں چند لمحے ہوئے کہ میں بیمار تھا اور مصیبت میں تھا پھر مجھ پر موت وارد ہوئی وہ وقت گذر گیا اور اب میں زندہ اور ذی ہوش انسان ہوں۔ اب میں کبھی بیمار نہیں ہوں گا اور نہ مروں گا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ میں اپنی پشت کو دیکھ رہا ہوں۔ میں حیران ہوا۔ چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو آنکھیں اپنی اصلی جگہ میں پائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ میں نے ابھی جسم کو چھوڑا ہے۔ میں اس کی آنکھیں استعمال میں لا سکتا ہوں میں نے مڑ کر کمرے دروازے کیطرف دیکھا اور سر کو اپنے مقابل پایا۔ میں نے لکڑی کے جالے کیطرح ایک نس دیکھی جو شانے سے جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور سامنے گردن کے نیچے لگی ہوئی تھی۔ اب مجھے تسلی ہو گئی۔ کہ اس نس کے ذریعہ میں اپنے جسم کی آنکھ استعمال میں لا رہا تھا اور لوٹ کر گلی میں چلا گیا۔

اس کے آگے لکھا ہے کہ کس طرح ڈاکٹر مذکور ملک بقا کی حد تک پہونچ گیا۔ اور اس کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ میں نے بائیاں پاؤں لائن کے پار نکالا۔ جب میں نے ایسا کیا تو ایک چھوٹا سا سیاہ بادل میرے سامنے نمودار ہوا اور میرے چہرے کیطرف آیا۔ میں نے جانا کہ میں روکا جاؤں گا بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ ہلنے جلنے اور فکر کرنے کی طاقت مجھ سے سلب ہو رہی ہے۔ میرے ہاتھ ناطاقت ہو کر پہلوؤں کیطرف گر پڑے۔ میرے شانے اور سر آگے کو جھک گئے۔ بادل نے میرے چہرے کو مس کیا اور مجھے کچھ ہوش نہ رہی۔

بغیر کسی خیال اور کوشش کے میری آنکھیں کھل گئیں میں نے اپنے ہاتھوں کیطرف دیکھا اور پھر سفید چارپائی کی طرف جس پر پڑا ہوا تھا اور یہ معلوم کر کے کہ میں جسم میں ہوں میں حیرانی اور مایوسی سے چلایا کہ میرے ساتھ یہ کیا واقعہ پیش آیا۔ کیا میں پھر مروں گا۔

ڈاکٹر مذکور نے شفایاب ہو کر یہ واقعہ اکثر لوگوں کو سنایا جن میں ڈاکٹر صاحبان بھی شامل ہیں جو اب فوت ہو گئے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ میرے ہی گھر میں ایک موت کا واقعہ گذر چکا ہے اور چند روز ہوئے۔ کہ میری لڑکی بقضائے الٰہی فوت ہو گئی۔ اسی وجہ سے جب گذشتہ اتوار کمیٹی میں مضمون موت تجویز کیا گیا تو میں نے اس مضمون کو اپنے ذمہ لیا۔ وہ واقعہ میری آنکھوں کے سامنے ہے کیونکہ میں دو دن اور دو رات تک برابر اس کے سرہانے بیٹھا رہا یہ باتیں تو اکثر مسلمانوں میں مشہور ہیں کہ فوت شدہ انسان سمجھتا ہے کہ میں اب شفایاب ہو گیا ہوں اور مجھے کچھ تکلیف نہیں اور وہ رونے دھونے والے لوگوں کیطرف دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی یہ قصے ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ مرزا عبد اللہ بیگ صاحب نے حالت سکرات میں عجیب و غریب حالات موت کے بعد کے دیکھے اور اکثر لوگوں کو سنائے ہیں یا جیسا ہمارے چوہدری نذیر حسین صاحب نے جب پچھلے دنوں میں بیمار ہو گئے تھے تو موت کے فرشتہ کو دیکھا تھا اور اس کا دفتر لگا ہوا دیکھا تھا اور انہیں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اب اس جہان سے کوچ کرنیوالے ہیں مگر یہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کہ روح یا جان جب ایک مرتبہ جسم سے خارج ہو جائے۔ اور دل و دماغ اور جمیع قویٰ سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے تو پھر وہ کچھ دیر بعد اس میں آن داخل ہو اور جسم کو زندہ کر دے البتہ بعض بیماریاں تو حکمار اور اطبار نے ایسی لکھی ہیں۔ مثلاً سکتہ۔ کہ اس میں ظاہرہ آثار حیات کے محسوس نہیں ہوتے۔ اور فی الحقیقت جان خارج نہیں ہوتی۔ ظاہرہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مر گیا ہے۔ مگر جان اس میں باقی ہوتی ہے اور وہ کچھ دیر بعد حرکت کرنے لگتا ہے اور جی پڑتا ہے۔ اس ہوشی کیحالت میں دماغ کے خیالات اشکال اختیار کرتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے۔ کہ اس نے موت کے بعد کے حالات مشاہدہ کئے ہیں۔

قصہ مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روح دماغ کی جانب سے خارج ہوتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ دل سے مونہہ کیطرف ہو کر نکلتی ہے۔ کیونکہ پہلے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے اور پیشانی ٹھنڈی ہوتے ہیں۔ جو گویا ان مقامات سے جان کے خارج ہونے کی علامت ہے۔ دل کی حرکت تا دم آخر جاری رہتی ہے اور انجام کار آخری دم مونہہ سے خارج ہوتا ہے اور موت وارد ہو جاتی ہے روح کا آخری مرکز گویا دل ہوتا ہے

خالصہ ایڈووکیٹ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء میں سائنٹفک امریکن مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے اقتباس کر کے روح کے متعلق ایک عجیب ڈسکوری چھپی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ ایک مونٹ ورنن کے فلاسفر کے بیان کے مطابق انسانی جسم میں روح کے قیام کا مقام اور اس کی ماہیت کا پتہ لگ گیا ہے

یہ اس صدی کی عظیم الشان ڈسکوری ہے اور روح کا وزن کرنا اب صرف وقت پر موقوف ہے۔ ڈسکوری مذکور یہ ہے۔ انسانی روح ملائم جھلی دار چھوٹی سی اور کھبے شکل سی ہو اور پہلی پسلی کے نیچے واقع ہوتی ہے۔ مردوں میں گھنڈی کے نیچے اور عورت میں اس کے گلے کی تہ کے پاس ایک جگہ ہے۔ جس میں روکنے کی قوت کچھ یوں ہی سی ہے اور موت کیوقت اسی جگہ سے روح نکل سکتی ہے۔ یہ سائے کی طرح نہیں گذرتی اور نہ ہی پرواز کرتی ہے اور فرشتہ جو بھیجا جاتا ہے۔ اس کو نکال لیتا ہے یہ ایک مادی چیز ہے اور عکسی شیشے کے ذریعہ اس کی تصویر لی جاسکتی ہے۔ فلاسفر مذکور نے حکام سے درخواست کی ہے کہ اس کو ہسپتال میں مرتے انسانوں پر تجربہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

اخبار لکھتا ہے۔ کہ بیس سال گذرے۔ تو سائنس دان بڑے زور سے دعوے کرتے تھے۔ کہ روح کوئی چیز نہیں مگر اب ان کی شکل صورت اور جائے سکونت معلوم ہو گئی ہے اس کے بعد تو ہمیں اس خبر کے سننے کے منتظر رہنا چاہیئے کہ روح انسانی جسم سے علیحدہ کر کے بوتل میں رکھی گئی ہے اور الہی سے اور یہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض انسانی روح اور انسان کے مرنے کے متعلق بھی خوب تحقیقات ہو رہی ہے اور آئے دن نئی نئی معلومات سننے میں آتی ہیں ایک سطحی خیال سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے ان معلومات میں ترقی ہو رہی ہے اور جس درجہ تک معلومات ہو چکی ہیں۔ اسکے آگے واقعی روح کی کیفیت ظاہر ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ ترقی ابھی بند نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور عیسائی عالموں کی کوششوں کا نتیجہ ضروری یہ ہونا چاہیئے۔ کہ روح کی حقیقت کھل جائے اور بخوبی منکشف ہو جائے۔ کہ موت کس طرح وارد ہوتی ہے اور کس طرح اس کو روکا جاسکتا ہے۔ مگر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہر تھیوری جو موت یا روح کے متعلق قائم کی جاتی ہے۔ بڑے زور سے اس کی تائید کی جاتی ہے اور کچھ عرصہ بعد وہ غلط ثابت ہوتی ہے اور دوسرا خیال قائم کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس جدید بیان کو بھی محض ایک تھیوری سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ فلاسفر مذکور نے مزید تجربے کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کو تاحال اپنی رائے پر یقین کامل نہیں۔

یہاں تک میں نے عام خیالات جو موت کے متعلق ہیں بیان کئے ہیں اور خاصکر سائنس دانوں اور فلاسفروں کی راؤں اور معلومات کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اور نہیں تو اتنا پتہ تو چلتا ہے۔ کہ انہیں اپنے علم پر کیسا گھمنڈ ہے اور ایک گونہ خدائی کاموں میں دست اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ گویا خدائی کا دعوےٰ بزبان حال کر رہے ہیں اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو لفظاً اور معناً پورا کر رہے ہیں کہ آخری زمانہ میں قوم دجال اپنی صنعتوں اور معلومات میں اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ خدائی کا دعویٰ کریں گے۔ چنانچہ بعض ڈاکٹروں نے یہاں تک سعی کی ہے کہ بعض قسم کے تازہ مُردوں میں خون بھر کر چند منٹوں کے لئے ان میں حرکت پیدا کر دی ہے اور اس سے وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح اپنی کوششوں کو جاری رکھیں تو غالباً مُردوں کو زندہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور اگر موت کا کیڑا جسم سے خارج کر سکیں یا روح کی کیفیت سمجھ لیں تو غالباً وہ موت سے رہائی پالیں گے۔ یہی خدائی دعوے ہیں پس غور کرو کہ کیا یہ وہی وقت نہیں۔ جسکی نسبت سرور کائنات نے پیشگوئی کی تھی اور اس کی خرابیوں سے ڈرایا تھا۔ مگر ساتھ ہی ایک خوشخبری بھی دی تھی کہ اس وقت فتنہ دجالیت سے بچانے کے لئے اور لوگوں کے دلوں میں ایمان باللہ قائم کرنے کے لئے ایک شخص اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُمّتِ محمدیہ میں مبعوث ہوگا کیونکہ یہ خیر الامم ہے اور یہی اس لائق ہے کہ اس سے ایسا شخص پیدا ہو جو اس فتنہ عظیم سے رہائی دلا سکے۔ یہ فتنہ عیسائی قوم کے ذریعہ برپا ہوا ہے اسلئے اس کے دفعیہ کا نام کسر صلیب رکھا گیا ہے۔ بحکم رب زدنی علماً علم حاصل کرنا اور معلومات اور ایجادات میں ترقی کرنا معیوب نہیں مگر ان سے اس طرح کے نتائج اخذ کرنا جس سے ایمان باللہ زائل ہو۔ باعث خسران فی الدنیا والآخرۃ ہے چنانچہ غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا۔ کہ فی زمانہ سائنس اور فلسفہ کے خیالات نے ایمان اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ وہ گویا ثریا پر چلا گیا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مقدر تھا۔ کہ ایک فارسی الاصل شخص پیدا ہو اور وہ اسے کھینچ کر لائے اور زمین پر قائم کرے۔ زمانہ اس شخص کی آمد کے وقت کی شہادت دیتا ہے۔ پس اب حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

میں اصل مضمون کی طرف عود کر کے پھر عرض کرتا ہوں کہ یہاں تک یعنے موت کے متعلق مختصراً عام خیالات کو ظاہر کیا ہے اور زیادہ تر یہ بتایا ہے۔ کہ سائنس اور فلسفہ نے کہاں تک جستجو کی ہے۔ اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کلام الٰہی کی شہادت بھی پیش کر دی جائے چنانچہ سورہ العنکبوت کے چھٹے رکوع میں اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری طرف لوٹو گے۔ پس کوئی شخص موت سے نہیں بچ سکتا۔ ابتک کی انسانی کوششوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ موت کو روک نہیں سکتے۔ آئندہ ناممکن ہے کہ وہ کامیاب ہو سکیں اللہ تعالےٰ نے ظواہر سے اپنی کلام کی صداقت کا ثبوت دیا ہے اپنے برگزیدوں کے ساتھ جو اس نے اس دنیا کے متعلق حتمی وعدے کئے وہ سب پورے کئے پس کسی آئندہ زمانہ میں اس کی کلام کا غلط ہو جانا ناممکن ہے اور جو شخص یہ دعوے کرے وہ خود ہی خیال کرے کہ کہاں تک وہ عقل سلیم رکھنے کا مدعی ہو سکتا ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۔ السجدہ۔

ان کو کہہ دے۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہ تم کو موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وفات دیدیتا ہے پھر تم اپنے رب کیطرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہ نہیں کہ ملک الموت ایک بیرونی وجود ہے اور وہ جان قبض کرنے کے لئے ہر فرد بشر کے پاس بھاگا پھرتا ہے بلکہ وہ تو ایسی چیز ہے۔ کہ ہر انسان کے ساتھ مقرر ہے اور وقت پر اس کی جان کو قبض کر لیتا ہے۔ وہ کوئی ایسا وجود نہیں کہ محسوس ہو سکے اور انسان اپنی زندگی کی حقیقت اور موت کی حقیقت کو سمجھ لے اور اس کو اپنے تصرف میں کرے۔

رُوح کو زندگی قائم رکھنے والی سمجھا جاتا ہے۔ مگر حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ جواب ملا۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ ان کو کہدے کہ روح اللہ کے حکم سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ سوال تو یہ تھا کہ روح کیا چیز ہے۔ آیا اس سے زندگی قائم رہتی ہے اور وہ کس طرح جسم میں داخل ہوتی اور اس سے خارج ہوتی ہے۔ مگر جواب ملا کہ روح اللہ کے حکم سے ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو انسان سمجھ نہیں سکتا یا وہ محض اللہ کا حکم ہے اور اسی سے انسانی زندگی کا سہارا ہے ہر دو حالتوں میں روح کا سوال انسانی تفہیم سے باہر ہے۔ جب آپ کو جو افضل الرسل اور خیر البشر ہیں یہ کیفیت نہیں بتائی گئی تو دوسرا انسان ہزار سائنس دان اور فلسفی ہو۔ محض اپنی کوشش سے کب اسکی حقیقت کو پاسکتا ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

اس ہفتہ اچھی بارش ہو گئی اور روحانی بارش تو ہر وقت یہاں ہوتی ہی رہتی ہے۔ مبارک وہ جو اس چشمہ آب حیات سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں اور جام معرفت بھر بھر کر پیتے اور پلاتے ہیں۔ سید الاولیاء خاتم الخلفاء کی طبیعت بہ نسبت پچھلے ہفتے کے بحال رہی۔ فاضل جلیل مولانا امروہی نے بڑی مسجد میں ۲۳ جنوری کو جمعہ پڑھایا۔ خطبہ میں وعظ اس آیتہ پر ایک گھنٹہ تک فرمایا

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتٰب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ اس میں یہ نکتہ دلچسپ تھا کہ عہد نامہ کے رسول حضرت خاتم النبیینؐ پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنیکا تمام انبیاء سے عہد لیا گیا تھا۔ اب انبیاء علیہم السلام تو فوت ہو چکے۔ بس ایک ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء آ گیا۔ جو موسیٰ بھی ہے عیسیٰ بھی ہے۔ آدم بھی ہے نوح بھی ہے ابراہیم بھی ہے یوسف بھی ہے۔ وہ اس مبارک ذات پر ایمان لایا اور اس کی نصرت کر رہا ہے اور اس طرح اس آیت کے معانی میں کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ علامہ نور الدین نے ۳۱ جنوری کو جمعہ پڑھایا۔ تو اس میں

وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ

پر وعظ فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مخلوقات الٰہی میں اختلافات ہیں۔ اس میں بعض ایسے اختلاف ہیں جو لابدی ہیں۔ مثلاً غذا۔ آب و ہوا۔ شکل۔ رنگ وغیرہ۔ اور بعض ایسے جو مٹ سکتے ہیں اور ان کے مٹانے کا حکم ہے۔ وہ ہیں انسان کے عقائد۔ اعمال۔ اخلاق۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کلام مجید کے ذریعہ ان اختلافات کو مٹایا۔ صحابہ کرام کا نمونہ موجود ہے۔ مگر اب مسلمانوں میں باوجود ایک خدا ایک نبی ایک کتاب بلکہ ایک امام کے ماننے کے کیسا اختلاف ہے۔ اس کے لئے مجھے باوجود بڑی غور کے کوئی تدبیر نہیں آتی بجز اس کے کہ دعا کی جائے۔ کیونکہ خدا کے فضل ہی سے یہ اتفاق ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمتہ اخواناً اور فرمایا لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔

مقبرہ بہشتی کی تجویز خدا تعالے کی طرف سے ہونے کے متعلق آئے دن جب ہم خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت دیکھتے ہیں۔ تو سر تسلیم اس کے حضور میں جھک جاتا ہے میں پہلے بھی ایک بار لکھ چکا ہوں کہ کبھی نادان مخالفوں کا اعتراض ہے کہ یہ مقبرہ دولتمندوں کے لئے ہے۔ مگر دیکھو اس میں جس قدر اب تک داخل ہوئے وہ قریباً سب ہی مفلس و نادار تھے اور محض اخلاص و ایمان کے سبب اس مبارک مقام میں پہونچے۔

بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے جانیوالا مسلمانوں کا لیڈر مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ تھا۔ اب باہر کے اصحاب میں سے سب سے اوّل آنیوالا مولوی غلام حسین امام مسجد گمٹی بازار لاہور ہے۔ جس کی لاش ۳ فروری کی شام کو قادیان میں پہونچی۔ ۴ فروری کو ۱/۲ ۸ بجے حضرت تقدس مآب نے اس کا جنازہ پڑھایا اور مطابق سنتہ النبی اوٹھایا بھی۔ مرحوم قدیمی وضع کا اپنے اخلاق و عادات میں بے نظیر ایک بزرگ تھا۔ حضور خود فرماتے تھے۔ کہ اس بڑھاپے میں ایمان لاکر باوجود اتنی مخالفتوں کے ایسا استقلال و اخلاص دکھانے والے بہی کم ہی ہوتے ہیں۔ مرحوم نہایت ہی بےغرض آدمی تھا اور اس کے عالم و فاضل ہونے کے تو مخالفین بھی مقر ہیں۔ علوم عقلیہ نقلیہ میں پوری دسترس تھی (اللھم اغفر لہ وارحمہ) جماعت لاہور کی ہمت قابل تعریف ہے نعش کو یہاں تک لانے کے اخراجات للّٰہ برداشت کئے۔ جنازہ پڑھنے کے متعلق اس امر کا اظہار بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ جوتیوں سمیت پڑھ لیا جاتا ہے اور صرف چار تکبیریں ہوتی ہیں پھر جنازہ پڑھکر حنفیوں کی طرح کوئی دعا وغیرہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ جنازہ خود دعا ہے۔ جنازہ اٹھانے کے لئے خاص آدمی نہیں ہوتے ہر ایک اپنے بھائی کا بار حق بار حق اداکر نیکے لئے اور اوٹھانے کے لئے کچھ پڑھتے نہیں جاتے دفن کر کے گھر آتے اور پھر کوئی صف ماتم نہیں بچھتی۔ دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے والی قوم کا یہی طرز عمل ہوتا ہے۔

ظہور المسیح

یہ کتاب ۱۵۰ صفحے حجم کی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے۔ جس میں مسیح موسوی کی وفات اور حضرت مسیح محمدی کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی درہ درانی کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے اور بطور ضمیمہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم پر لطیف تفسیر لکھی ہے جس میں سے سن ظہور المسیح بھی نکالدیا ہے۔ کتاب کے متعلق حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہ نقل کی جاتی ہے۔

برادر عزیز قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طبیعت کے ضعف اور کسی قدر کسل کی وجہ سے جواب میں توقف ہوا۔ داعی اغراض [illegible] واقعات بہت ہوتے ہیں۔ یہ چند سطریں امید ہے۔ کافی ہونگی۔ انہیں مولوی صاحب (نور الدین) اور میری طرف سے یکساں سمجھنا چاہیئے سچ بات تو یہ ہے کہ آپکا حق خدمت ان سطروں سے ادا نہیں ہوا اور زیادہ لکھنے سے مجھے خوف ہوا۔ کہ کوئی شخص مبالغہ نہ سمجھ لے اور یار فروشی پر حمل نہ کرے کتاب کے چھپ جانے پر اگر خدا تعالیٰ نے زندہ رکھا تو زیادہ لکھدونگا۔ شائد اسوقت زیادہ مفید اور مؤثر ہوگا۔ والسلام۔ خاکسار عبد الکریم

میں نے ظہور المسیح کا مسودہ پڑھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا تھا اور ہمارے سلسلہ کی کتابوں کے مضامین کو ایسے طور سے ایک جگہ جمع کیا ہے کہ اس سے زیادہ آسان تدبیر اس قدر مضامین متفرقہ کو حافظہ کی الماری میں جمع کرنیکی ممکن نہیں بہت سے مضامین نئے بھی ہیں جو مؤلف کی جودت طبع اور رزانت فہم کی کافی دلیل ہیں میرے نزدیک ہمارے بھائیوں کو ایسی جامع کتاب کے وجود سے بہت بڑا نفع پہنچیگا میری دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب حلیۂ انطباع سے آراستہ ہو کر ایک جہان پر اور ایک جہان کے لئے حجت ٹھہر جائے۔ خدا تعالیٰ ہمارے عزیز اور قابل فخر دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کو عافیت جسمانی اور روحانی سے بہرہ کافی عطا فرمائے قاضی صاحب نے نہ صرف احمدی قوم کو اس بے نظیر خدمت سے مرہون منت کیا ہے بلکہ اپنی ناگزیر اور مرد آزما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناظرین کو سال نو مبارک

سنہ ۱۳۲۶ھ

اس قوم کے لئے جو ہر روز پانچ اوقات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑی ہو کر کم از کم بتیس بار الحمد للہ کہتی ہے وہ نئے سال کے چڑھنے پر بھی الحمد للہ ہی کہیگی۔ یہ نہیں کہ پچھلے سال کے الم انگیز واقعات کو دُہراکر صف ماتم بچھاوے اور اوّل تو اس جماعت کے لئے جو خدا تعالےٰ کی خاص جماعت اور اس کے فضلوں کی مورد ہو۔ ایسے واقعات پیش ہی کم آتے ہیں کیونکہ کامل مؤمن ایک ہی روز سب فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ سب کچھ میرا نہیں خدا کا ہے۔ پس اس کے بعد اس پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اوسے کسی شے کی جدائی غم میں نہیں ڈالتی۔

نئے سال کے چڑھنے پر فطرةً دلوں میں نئے جذبات اُٹھتے ہیں اور خاص جوش خاص سرور کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ سو ان سے ہم بھی خالی نہیں۔ گو ان کا اظہار کسی وجہ سے دوسرے وقت پر ملتوی رکھنا پڑا ہو مگر تاہم دو ایک باتیں ایسی ہیں جنھیں لکھ دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے ایک تو یہ کہ مسلمانوں کی قومیت مٹ گئی یہاں تک تنزل کیا کہ وہ دوسری اقوام کے رسوم میں فنا ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنا سن اپنی تاریخ بھی بھول گئے۔ غور کر کے دیکھو کہ کتنے اسلامی اخبار ہیں جو ہجری سن کے چڑھنے پر وہ مضمون لکھتے ہوں جو عیسوی سن کے چڑھنے پر لکھتے ہیں۔ اسلام نے چاند پر جو تاریخوں کا مدار رکھا تھا تو اس میں بہت سی حکمتیں تھیں مگر افسوس ہم پر کہ اس سے کچھ فائدہ نہ اوٹھایا اور غفلت و خود فراموشی نے یہاں تک ترقی کی کہ کئی مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اب کونسا ہجری سن ہے بلکہ میں بعض ایسے مسلمان حضرات سے بھی ملا ہوں جو جانتے ہی نہیں کہ ہمارا اپنا بھی کوئی سن ہے اگر کسی نے رونا تھا تو ایسی باتوں پر روتا۔ مرثیے پڑھنے تھے تو اس قومی ماتم پر پڑھتا مگر افسوس کہ ہم میں ایک ایسی قوم ہے۔ جو دوسری قوموں کے طرز عمل کے خلاف بجائے خوشی کے سال چڑھتے ہی ماتم کرتی ہے۔ یہ ماتم۔ یہ گریہ و زاری یہ سینہ کوبی کس بات پر ہے کیا؟ صرف اس پر کہ کیوں جناب رسول الثقلین سید الکونین کے دوہتے کو درجۂ شہادت ملا۔ اگر اپنے آقا اپنے سیّد اپنے مولیٰ کی سچی محبت تھی تو وہ خوش ہوتے کہ سبط النبی نے وہ اعلیٰ مقام پایا جسکی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی۔ لیکن "نہیں" وہ اس پر جزع و فزع کرتے ہیں کسی شریف کی بے آبروئی کا کوئی واقعہ گذرے تو وہ حتے الوسع اسے چھپانا چاہتا ہے۔ مگر یہ اہل بیت کی عفت مآب مستورات کی بے حجابی کو مبالغوں کے ساتھ اس درجہ تک پہونچا دیتے ہیں کہ بجائے اکرام کے توہین ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس واقعہ کو جو آلہی مرضی کی ماتحت ہؤا کیوں اس قدر اہمیت دی جاتی ہے جبکہ شہیدان کربلا سے افضل حضرت علی المرتضیٰ پھر حضرت عمرؓ فاروق پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی نہائت مظلومی کے ساتھ شہید ہوئے ان حضرات کی اسلامی خدمات ظاہر ہیں اور یقین کیا جاسکتا ہے۔ کہ اگر کچھ مدّت اور رہتے تو اسلام تمام دنیا میں پھیل جاتا ان کی شہادت پر خون کے آنسوؤں سے بھی کوئی روتا تو ہم اسے معذور سمجھتے۔ لیکن ان کو تو لوگ بھولے سے بھی یاد نہیں کرتے اور روتے ہیں تو انہیں۔ جن کی بڑی اسلامی خدمت ہی ایک یہی ہے جو ان کے اجر جزیل کا موجب ہوئی۔ اچھا یہ تو خلیفے تھے خود ہماری سرکار وہ فخر موجودات سرور کائنات جو اگر پیدا نہ ہوتا تو جہان ہی نہ ہوتا۔ وہ سید المعصومین خاتم النبیینؐ اس جہان سے اُٹھ گیا۔ اس مبارک وجود کی جدائی میں رونے والے عمر بھر روئے مگر حرام ہے جو کبھی ان کا ایک آنسو بھی گرا ہو۔ پھر یہ اگر سچی محبت تھی اور یہ وہ یزید و شمر کے طرز عمل سے قطعی متنفر اور ان پر لعنت بھیجنے والے ہیں تو وہ خود اس مبارک وجود کی قدر کرتے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ دیکھو تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ ہاں تم میں وہ ہے۔ جو صد حسین است درگریبانم۔ کہتا ہے۔ پس اے مسلم اور حُرّ .. .. (رحمۃ اللہ علیہم) کے نثار خوانو! آگے بڑھو اور اس امام مظلوم کی نصرت میں جانیں قربان کرو جو حق پر ہے اور حق کی بیعت لیتا ہے۔ اس کے مبارک قدم چومو! اور اپنے ان جذبات اور ولی ارمانوں کو دل کھول کر نکالو جو شہید کربلا (علیہ التحیۃ والثناء) کے لئے تم اپنے جی میں رکھتے ہو۔

پیارے دوستو! میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں کسی اشتعال کے لئے نہیں بلکہ دردمند دل کی صدا ہے جو اس مضمون کی صورت میں نکلی۔ مبارک وہ جو اس دائرہ پر اپنے مذہبی تعصبات سے الگ ہو کر غور کرتے ہیں شیعہ تو اس غلطی میں تھے ہی۔ ہمارے سُنّی بھائی بھی کچھ اس رنگ میں رنگین ہوتے جاتے ہیں اور محرم کے دنوں میں مرثیہ خوانی کی مجلسوں میں شریک ہوتے تعزئے بناتے ہیں اور پھر کچھ شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق امام الائمہ حجۃ اللہ خلیفۃ اللہ علی الارض کا فتوےٰ نقل کر دیا جاتا ہے کہ کم از کم ہمارے احمدی بھائی ہی اس سے الگ رہیں۔

نیاز مند اکمل نے سوال کیا کہ محرم کی دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ للہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے (اماموں کے نام پر دینا توحسب آیت وما اھل بہ لغیر اللہ حرام ہے)

فرمایا۔ ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لیجاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اسلئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔

المفتی

کثرت سود ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ پر بڑا قرض ہے دعا کیجئے۔

فرمایا۔ توبہ و استغفار کرتے رہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو استغفار کرتا ہے۔ اسے رزق میں کشائش دیتا ہے۔

پھر پوچھا۔ کہ اتنا قرض کس طرح چڑھ گیا۔ اُس نے کہا بہت ساحصہ سود ہی ہے۔

فرمایا۔ بس پھر تو یہ شامت اعمال ہے۔ جو شخص اللہ کے حکم کو توڑتا ہے۔ اسے سزا ملتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے

(۶)

پہلے فرما دیا۔ کہ اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو لڑائی کا اعلان ہے۔ خدا کی لڑائی یہی ہے کہ ایسے لوگوں پر عذاب بھیج دیتا ہے۔ پس یہ مفلسی بطور عذاب اور اپنے کئے کا پھل ہے۔

اس شخص نے کہا۔ کیا کریں مجبوری سے سودی قرضہ لیا جاتا ہے۔

فرمایا۔ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے خدا اس کا کوئی سبب پردۂ غیب سے بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے۔ کہ متقی کے لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقعہ نہیں بناتا کہ وہ سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا۔ چوری۔ ایسے ہی یہ سود دینا اور لینا ہے کس قدر نقصان دہ یہ بات ہے۔ کہ مال بھی گیا حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ مثلاً نکاح ہے۔ اس میں کوئی خرچ نہیں طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعۃ بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو! سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ سور کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ غفور رحیم ہے۔ مگر سود کے لئے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لئے تو ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ فَإِنْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ۔ اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے۔ تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے

ہمارا تو یہ مذہب ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے حاجت ہی نہیں پڑتی۔ مسلمان اگر اس ابتلا میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو اگر یہ گناہ کرتے ہیں تو مالدار ہو جاتے ہیں۔ مسلمان یہ گناہ کرتے ہیں تو تباہ ہو جاتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہیں کیا ضرورت نہیں۔ کہ مسلمان اس سے باز آئیں۔

انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے۔ تاکہ سودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ابھی کل ایک شخص کا خط آیا تھا کہ ہزار روپیہ دے چکا ہوں ابھی پانچ چھ سو باقی ہے پھر مصیبت یہ ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دیدیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالتوں کا کیا گناہ۔ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ سود دینے پر راضی ہے۔ پس وہاں سے ڈگری جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور سے اسے فروغ دیتے تاکہ کسی بھائی کو سود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا اور میعاد مقررہ پر واپس دے دیتا۔ (احمدی متمول احباب توجہ کریں)

حکیم فضلدین صاحب نے سنایا کہ علامہ نورالدین بھیرہ میں حدیث پڑھا رہے تھے۔ باب الربوا تھا۔ ایک سودخوار ساہوکار آ کر پاس بیٹھ گیا۔ جب سود کی ممانعت سنی تو کہا اچھا مولوی صاحب آپ کو نکاح کی ضرورت ہو تو پھر کیا کریں۔ انہوں نے کہا بس ایجاب قبول کر لیا جائے پوچھا اگر رات کو گھر میں کھانا نہ ہو تو پھر کیا؟ کہا لکڑیوں کا گٹھا باہر سے لاؤں۔ روز بیچ کر کھاؤں۔ اس پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ کہنے لگا۔ آپ کو دس ہزار تک اگر ضرورت ہو تو مجھ سے بلا سود لے لیں۔

فرمایا۔ دیکھو جو حرام پر جلدی نہیں دوڑتا بلکہ اس سے بچتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے لئے حلال کا ذریعہ نکال دیتا ہے۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً۔ جو سود دینے اور ایسے حرام کاموں سے بچے۔ خدا تعالیٰ اس کے لئے کوئی سبیل بنا دیگا۔ ایک کی نیکی اور نیک خیال کا اثر دوسرے پر بھی پڑتا ہے۔ کوئی اپنی جگہ پر استقلال رکھے تو سودخوار بھی مفت دینے پر راضی ہو جاتے ہیں۔

اخبار کے متعلق ایک مشورہ

اخویم صادق الامۃ مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے کئی دن سے قادیان کے حالات معلوم نہ ہوئے تھے۔ اس لئے میں بدر کی تلاش و انتظار میں تھا۔ کہ کل رات کے نو بجے محمد حسین صاحب ہم شہری آئے اور کہا کہ بدر شام کو آ گیا تھا۔ مگر افسوس کہ وہ دوکان میں ہے۔ میں نے کہا کہ دوکان کتنی دور ہے۔ کہا کہ دو میل۔ میں نے کہا کہ اٹھو چلیں۔ غرض ہم دونوں گئے اور چار میل کی مسافت طے کر کے اخبار لے آئے اور لگے دیکھنے بدر دیکھتے دیکھتے بدر نکل آیا۔ جب آرام کیا۔

میری رائے میں ایک بات آئی ہے۔ اس کو پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ کہ بدر سے دنیاوی خبروں کے صفحے علیحدہ کرنا اور ان کے خواہشمند سے ایک روپیہ کا اضافہ لینا اور اگر ایک بار لیوے تو اس سے للعہ لینا۔ موزون نہیں۔ گو اس سے ایڈیٹر صاحب کی نیک نیتی و دردِ دلی جو ان کی ودیعت میں رکھی ہوئی ہے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کام کی کثرت ہو جائیگی اور رجسٹر علیحدہ رکھنے پڑیں گے اور تعجب نہیں کہ ایک دو کلرک کی ضرورت محسوس ہو اور قلت روپیہ کے باعث اس کو مشکل و صعب نظر آئے۔ علاوہ ازیں تمام جماعت مساوی فائدہ نہ اٹھا سکے گی جو نہایت نامناسب ہے۔ (ان سب تکالیف کا اٹھانا تو ہم نے گوارا کر لیا لیکن دنیوی پرچہ نہ لینے والے دوستوں کی تعداد ایسی کم نکلی کہ یہ تجویز مجبوراً منسوخ کرنی پڑی۔ چالیس پچاس خریداروں کے واسطے تمام انتظام کو بدلنا مناسب نہ تھا اس واسطے اب سب خریداروں کو ایک ہی طرز کا اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر) اس سب کی بجائے ہفتہ میں دو بار صحیح معنوں میں ہو۔ یعنے دن مقرر کیا جائے اور تاریخ نہ کی جائے۔ اور اگر اس میں اخراجات زیادہ معلوم ہوتے ہوں تو ایک اور صورت ہے وہ یہ کہ قیمت مبلغ صہ روپیہ ہو۔ اور اخبار مہینہ میں آٹھ بار شائع ہو اس صورت گو ہفتہ وار نہ کہلا سکیگا مگر اس کے قریب قریب ہو گا اور سال تمام میں نو پرچے بچ جائیں گے۔ جس سے کئی سو روپے کا فائدہ اخبار کو پہنچ جائیگا اور پبلک کو چنداں محسوس ہی نہ ہو گا۔ اگر ہفتہ میں دو بار ہو تو نعم المراد۔ ورنہ سال بھر از روئے حساب ۹۶ اور ایک ہفتہ رخصت سالانہ نکال کر ۹۵ پرچے مبلغ صہ کے عوض لے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ۲۵ خریدار مبلغ صہ والے دونگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ابو سعید عربی۔ کلکتہ۔

ہم نے تو یہ تجویز کی تھی کہ آپ کی مقرر فرمودہ قیمت پر اخبار ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے۔ مگر بعض بزرگ دوستوں کے مشورہ سے قرار پایا۔ کہ سردست اخبار بدر ہفتہ وار ہی رہے۔ بہر حال آپ کے وعدہ امداد متعلق ۲۵ خریداروں کا شکریہ ہے۔ اور امید ہے۔ کہ آپ موجودہ صورت میں بھی پورا فرما دیں گے۔ (ایڈیٹر)

المفتی

۱۲۴ معاملات تجارت میں سود ایک صاحب کا ایک خط حضرت کی خدمت میں پہونچا کہ جب بنکوں کے سُود کے متعلق حضور نے اجازت دی ہے کہ موجودہ زمانہ اور اسلام کی حالات کو مدّنظر رکھکر اضطرار کا اعتبار کیا جائے سو اضطرار کا اصول چونکہ وسعت پذیر ہے اس لئے ذاتی قومی۔ ملکی۔ تجارتی وغیرہ اضطرارات بھی پیدا ہوکر سُود کا لین دین جاری ہوسکتا ہے یا نہیں۔

فرمایا۔ اس طرح سے لوگ حرام خوری کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ کہ جو جی چاہے کرتے پھریں۔ ہمنے یہ نہیں کہا کہ بنک کا سود بہ سبب اضطرار کے کسی انسان کو لینا اور کھانا جائز ہے۔ بلکہ اشاعت اسلام میں اور دینی ضروریات میں اسکا خرچ جائز ہونا بتلایا گیا ہے۔ وہ بھی اس وقت تک کہ امداد دین کیواسطے روپیہ مل نہیں سکتا اور دین غریب ہو رہا ہے۔ کیونکہ کوئی شے خدا کیواسطے تو حرام نہیں۔ باقی رہی اپنی ذاتی اور ملکی اور قومی اور تجارتی ضروریات۔ سو ان کیواسطے اور ایسی باتوں کے واسطے سود بالکل حرام ہے۔ وہ جواز جو ہمنے بتلایا ہے وہ اس قسم کا ہے۔ کہ مثلاً کسی جاندار کو آگ میں جلانا شرعاً منع ہے۔ لیکن ایک مسلمان کیواسطے جائز ہے۔ کہ اس زمانہ میں اگر کہیں جنگ پیش آوے۔ تو توپ بندوق کا استعمال کرے۔ کیونکہ دشمن بھی اسکا استعمال کر رہا ہے۔

۱۲۵ تراویح کی رکعات تراویح کے متعلق عرض ہُوا کہ جب یہ تہجد ہی ہے تو بیس رکعت پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھہ رکعات ہے اور آپ تہجد کیوقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے ایک روایت میں ہے۔ کہ آپنے رات کے اول حصے میں اسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔

تعزیت کا خط

وطن سے دُور اور اپنے عزیز سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہمارے مکرم دوست السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا آپکے ساتھہ ہو اور آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ عزیز کی وفات کی خبر آپ کو پہونچ چکی ہوگی۔ ایسے وقت میں کن الفاظ کے ساتھہ میں آپکے پاس پہونچ سکتا ہوں جن سے آپکے دل میں طمانیت ہو لیکن حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جب یہ جانگداز خبر پہونچی ہے تو حضور نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کیطرف سے میں آپ کو خط لکھوں جس سے آپکے دل کو اطمینان اور آرام حاصل ہو۔ ایسے جوان خوبصورت ہونہار فرزند کی جدائی ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور اس کا برداشت کر لینا ہر ایک شخص کا کام نہیں لیکن ایک تازہ واقعہ اسی قسم کا یہاں بھی ہو چکا ہے۔ اور وہ آپکے امام اور ہیر کے گھر میں ہُوا ہے میں دیکھتا تھا کہ حضرت اقدس کو میاں مبارک احمدؐ کے ساتھہ جسقدر محبت تھی۔ آپ کو خود معلوم ہوگا اور اس کی وفات ایک سخت صدمہ تھا لیکن حضرت نے کیا خود بیوی صاحبہ نے اس صبر کے ساتھہ اس صدمہ کو برداشت کیا۔ فرمایا۔ جب خدا کی اس میں رضا ہے۔ تو میں خدا کو راضی رکھنا چاہتی ہوں۔ خواہ ہزار مبارک احمدؐ وہ لے لے سو میرے پیارے آپ کا عزیز آپ کو بہت عزیز تھا پر خدا نے اس کو لیا اور آپ کی پیاری چیز اس نے لے لی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزیں خدا کے راہ میں مے نہ دو۔ تم بھلائی کو پا نہیں سکتے۔ خدا بڑا قادر اور حکیم ہے۔ اس نے آپ پر ایک ابتلاء وارد کیا ہے اور اس کا فضل خالی از حکمت نہیں اور ابتلاء ایک بڑے انعام کو اپنے ساتھہ لاتا ہے۔ ابتلاء گذشتہ گناہوں کو بخشوا تا ہے۔ اور آئیندہ کیواسطے نعمتوں کا دروازہ کھولتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کے درجنوں بیٹے ہلاک ہوئے پر اس نے صبر کے ساتھہ سب کچھہ پایا۔ اور پہلے سے بھی بڑھکر پایا خدا تعالے نے آپ کو ایک بڑا موقعہ دیا ہے کہ آپ اس کی رضا کو حاصل کریں۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پیاری شئے جو آپ کی تھی وہ اُس نے لے لی اور آپ سے مانگے بغیر لے لی۔ کیونکہ وہ مالک ہے پس آپ اپنے مالک کو خوش کریں اگر وہ خوش ہوگیا تو پھر کوئی غم نہیں۔ بلکہ خوشی ہی خوشی ہے۔

میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ اب آپ تین ماہ کی رخصت حاصل کرکے وطن کو آجاویں۔ آپ کو گئے ہوئے بھی بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین۔

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان۔

۲۹ر جنوری سنہ ۶ء

اس خط کو لکھہ کر میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا کہ حضور اپنے دست مبارک سے بھی چند سطریں لکھدیں۔ تاکہ بابو صاحب کے مُردہ دل کیواسطے موجب زندگی ہوں جسپر حضور نے مفصلہ ذیل چند سطور ارقام فرمائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سُنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ جب کسی پر مُصیبت نازل کرتا ہے تو بعد میں اُس کیلئے کوئی آرام اور خوشی کا بھی سامان کر دیتا ہے سو مناسب ہے کہ پوری استقامت کے ساتھہ خدا تعالے پر توکل کریں خدا تعالیٰ اور اولاد دیدیگا ان مُصیبتوں سے دنیا میں کوئی خالی نہیں۔ آخر ہر ایک شخص صبر ہی کرتا ہے لیکن صبر وہی خدا تعالے کے نزدیک قبول ہوتا اور قابل اجر ہوتا ہے جو تازہ مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مبارک وہ لوگ کہ جو اس کی قضاء و قدر کی تلخی پر صبر کرتے ہیں۔ والسلام

میرزا غلام احمدؐ۔

مباہلہ

پیارے اڈیٹر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مندرجہ ذیل مضمون کو اخبار گوہر بار میں شائع فرماکر ممنون فرماویں۔ والسلام

خادم۔ ماسٹر عبد العزیز احمدی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ چھاؤنی

آج واقعہ ۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو تین بجے (ظہر اور عصر کے درمیان) فیمابین بابو محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار اور حافظ محمد ابراہیم صاحب برادر حقیقی خود حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت مسجد کلاں واقعہ توپخانہ بازار میں مباہلہ ہُوا۔

حاضرین بابو عطاء اللہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ انبالہ اور خادم از جماعت احمدیہ۔ غیر احمدی جماعت میں سے علاوہ ایک کثیر اژدہام کے مرزا سجاد حسین صاحب بابو عبد الغنی صاحب اور اللہ دیا ٹھیکیدار موجود تھے۔

بابو محمد یوسف صاحب نے حضرت اقدس کے دعاوی مہدویت اور عیسویت کی تصدیق فرماکر دعا کی کہ اگر ہمارا یہ سلسلہ احمدی اللہ تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھہ کو فریق ثانی کے جیتے جی حیات میں ہلاک کردے جماعت احمدیہ کے ممبروں نے آمین کہی۔

حافظ محمد ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ میں مرزا کو ان کے تمام دعووں میں مفتری اور کاذب سمجھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جو اس وقت عنصری وجود کے ساتھہ آسمان پر زندہ ہے اتریگا

لہٰذا میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس اپنے اقرار صالحہ میں غلطی پر ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے فریق ثانی کے جیتے جی حیات میں ہلاکت نصیب کرے تمام غیر احمدی جماعت نے آمین کہی۔ عزیز احمدی انبالہ۔

تفسیر القرآن

خدا تعالیٰ کے ان مبارک لوگون سے جنھین قرآن مجید مین تدبر کرنے کی توفیق دی جاتی ہے

اور جنھین فرقان حمید کے معانی سمجھنے کے لئے فہم سلیم دیا جاتا ہے۔ میرے مخدوم و مکرم مولوی سرور شاہ صاحب بھی ہین۔ آپ نے ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے جو حقائق و معارف کی پیاسی قوم کے لئے انشاء اللہ آب حیات کا کام دینے والی ہے۔ یہ تفسیر ریویو کے ساتھہ ماہوار اور اب سہ ماہی شائع ہوا کرے گی۔ اگرچہ مولانا موصوف کی یہ تفسیر سراپا نور علیٰ نور ہے۔ مگر زمانہ حال کی ضرورتون کے موافق دو باتون کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ایک تو یہ کہ یون تو سب مسلمان کہا کرتے ہین قرآن مجید فصیح بلیغ ہے۔ مگر بہت کم مفسرین ہین جنھون نے اسے ہر آئت مین ثابت کیا ہے اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس آیتہ مین جو یہ لفظ اختیار کئے گئے ہین اور مراد اظہار کیلئے یہ اسلوب کلام جو رکھا گیا ہے۔ تو اس مین یہ حکمتین اور یہ خوبیان ہین۔ مولانا مکرم نے اس بات کو بہت مدنظر رکھا ہے جسے پڑھ کر ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے۔ دوم عام طور سے یہ بات آجکل جنٹلمین پارٹی مین اور دیگر مذاہب کے نادان معترضون مین پھیلی ہوئی ہے۔ کہ قرآن ایک مربوط کلام نہین۔ پہلی آیتہ کو دوسری سے کوئی علاقہ نہین ہوتا۔ مولویصاحب نے اس اعتراض کو عملی رنگ مین اُٹھایا ہے اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ پہلی آئت دوسری آئت سے اور پہلا رکوع دوسرے رکوع سے ضرور ربط رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض آیات کے معانی کے بیان مین وہ زور طبیعت دکھلایا ہے۔ کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ اور بے اختیار مونہہ سے نکلتا ہے۔ کہ بس یہی معنے تھے۔ جو اس مرد خدا نے بیان کر دئے۔ مین اورون کی نہین کہتا اپنی کہتا ہون۔ کہ بعض نکات پر دل کے تواجد و تراقص کو ضبط نہین کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا کی طبیعت نہائت آزاد (آجکل کی آزادی نہ سمجھی جائے) واقع ہوئی ہے وہ پہلے حضرت علامہ نور الدین صاحب یا دیگر مفسرین کے اقوال لکھتے ہین پھر اپنی رائے اگر اس کے خلاف ہو تو بلا تامل لکھدیتے ہین۔ واقعی یہ ایک ایسا جوہر ہے جو بہت کم لوگون مین ہوتا ہے۔ اسلام کے تنزل کے اسباب مین سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کے علماء مین تقلید کا مادہ پیدا ہو گیا۔ اور جب سے یہ ست بچنی بہوت ہم مین گھس آیا ہمین نہ دین کا رکھا نہ دنیا کا۔ صرف ایک مامور من اللہ ہی ہے جسکا حق ہے کہ اس کے آگے اپنی رائے کے ہتھیار کو رکھدیا جاوے باقی کسی کے لئے یہ حق محفوظ نہین۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود ان خوبیون کے قوم کی توجہ ابھی اس طرف بہت کم ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ بعض اصحاب کو ابھی یہ خبر ہی نہین کہ کوئی ایسی تفسیر شائع ہو رہی ہے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ بدر کے خریدارون مین سے کتنے اصحاب اس روحانی فائدہ کو لینے کے لئے بڑھتے ہین۔ تفسیر کے متعلق یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ حجم اشاعت لوگون کو مایوس کرنیوالا ہے اسلئے تفسیر کسی کی زندگی مین ختم نہین ہو سکیگی اگر مولوی سرور شاہ صاحب ایک ترجمہ قرآن مختصر نوٹون کے ساتھہ پہلے لکھدین۔ جس مین ان کے معلومات بالاجمال آجاوین اور یہ تفسیر آہستہ آہستہ اپنے طور پر اس سے بھی زیادہ شرح و بسط کے ساتھہ چلی جائے۔ تو بہت خوب ہو۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ قادیان سے جو اسلام کا مرکز ہے اب تک ایک مترجم قرآن مجید بھی شائع نہ ہو سکے ہمارے شیخ یعقوب علی صاحب بڑے باہمت آدمی ہین مگر وہ بھی اب ہمت ہارتے جاتے ہین۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ شائع کر دینا کوئی بڑی بات نہین۔ چودہوین صدی تک ترقی

خیر الامور اوسطها

ہر امر مین اعتدال نہایت ضروری ہے جیسے

دن بھر چارپائی پر لیٹے رہنا جسمانی صحت کے لئے مُضر ہے ایسے ہی سارا دن کھیلتے رہنا بھی ضرر رسان ہے بہت کھیلنے سے مزاج مین آوارہ گردی پیدا ہوتی ہے اور ذہنی ترقی بالکل مسدود ہو جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کا یہ منشا نہین کہ وہ بہائم کیطرح کھانے پینے سونے سے کام رکھے اور پھر ان کامون سے جو وقت بچے وہ سب کھیلنے مین لگادے اس خیال سے کہ میرا جسم موٹا ہو جائے۔ کیونکہ موٹا ہونا کوئی فخر کی بات نہین اگر موٹاپے کو افضیلت مین دخل ہوتا۔ تو ہاتھی گینڈا بجائے انسان کے اشرف المخلوقات ہوتے پھر یہ بھی یاد رہے کہ بہت کھیلنے سے انسان کا جسم مضبوط نہین ہوتا۔ جن لوگون نے سینڈو کی ہدایات کو پڑھا ہے وہ جانتے ہین کہ ریاضت کو اگر خاص وقت خاص طریقہ سے کیا جائے اور آہستہ آہستہ بڑھایا جائے۔ تو جسم کے حق مین بہت مفید ہے۔ پس صبح اُٹھتے ہی کھیل مین مشغول ہو جانا اور پھر اسی بیہودہ دھن مین شام کر دینا سوائے اس کے کچھہ فائدہ نہین دیتا کہ مزاج مین وحشت پیدا ہو جائے پھر کسی علمی فکر مین طبیعت نہین لگتی جو لوگ اپنی اپوزیشن کو سمجھتے ہین کہ ہم آنے والے زمانے مین کسی قوم کے لئے نمونہ بننے والے ہین وہ اپنی روحانی و علمی ترقی کا زیادہ خیال رکھتے ہین۔ واللہ الهادی

(اکمل)

مسجد مبارک مین ایک کلاک کی ضرورت

زمانہ موجودہ مین جو ایجادین ہوئی ہین اگر انہین دین کی خادم بنا لیا جائے۔ تو میرے خیال مین اس سے بہتر کوئی بات نہین ہو سکتی۔ کون مسلمان نہین جانتا کہ قرآن مجید مین ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً وارد ہے یعنی نمازون کیلئے خاص اوقات مُقرر ہین اس سے وقت کی پابندی کا سبق بھی ملتا ہے کیا اچھا ہو کہ مسجد مبارک مین ایک خوشنما صحیح چلنے والا کلاک لگا دیا جائے۔ جس سے وقت کی دریافت مین مدد ملتی رہیگی۔ ضرورت تو بہت ہے اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ سعادت کس کے حصہ مین آتی ہے اور کون صاحب استطاعۃ سابق بالخیرات اس کار خیر مین سب سے پہلے حصہ لیکر ثواب لیتا ہے۔ تاکہ ان کی یاد دلانے والا نشان نمازیون کے پیش نظر رہ کر دعا کی تحریک کرتا رہے۔ (اکمل)

نلکہ کی ضرورت

پچھلے دنون مسافر خانہ مین ایک نلکہ کی ضرورت پیش کیگئی تھی۔ واقعی صبح کیوقت سرد پانی کی تکلیف اُٹھانیوالے اس تجویز کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہین۔ مہمانون کیلئے اسکی بہت ضرورت ہے۔ انتظار ہے کہ اس کے متعلق کیا کارروائی کی جاتی ہے (اکمل)

شرمناک غلطیان

مسلمانون نے جب سے اپنی مذہبی زبان کی طرف توجہ چھوڑی ان سے مذہب بھی جاتا رہا بعض ایسی ایسی فاش غلطیان اسلامی اخبار اور بعض معزز مسلمان کرتے ہین کہ دیکھہ کر طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اور دل ہی دل مین کہا جاتا ہے کہ آلہی مسلمانون پر کبھی یہ زمانہ بھی آنا تھا جو معمولی الفاظ کو صحیح نہ لکھہ سکین گے۔ عید اضحےٰ کو کئی ایسے اخبارون مین جو اسلامی کہلاتے ہین یا جن کے اڈیٹر مسلمان ہین ناظرین نے عید الضحےٰ لکھا ہوا دیکھا ہو گا۔ ایسا ہی محمد رسول اللہ کو حماقت سے محمد الرسول اللہ اور السلام علیکم کو السلام و علیکم لکھتے ہین معلوم ہوتا ہے۔ کسی عربی خط مین تیم کی پیش نے داؤ

کا دہو کا دیا ہے ۔ اب انگریزی بیان تک گھر گئی ہے ۔ کہ محمدن کالج کو بھی مخالفین کالج لکھتے ہیں ۔ شرم ! یہ شتے نمونہ از خروارے ہے ۔ ذلک مبلغہم من العلم اذ جاتم الخفار سید الاولیاء سے مقابلہ کرنے کو تیار ۔ ع
ایاز قدر خود بشناس (الکمل)

آجکل کے صوفیوں کے راز

صوفیانہ ذکر میں یہ شرائط ہیں کہ مضغۂ قلب کیطرف توجہ رکہیں اور اس کی حرکت سے لفظ اللہ سمجھیں اور حبس نفس یا کم سے کم حصر نفس کی ضرورت ہے ۔ ساتھ ہی تصور شیخ یا صورت مکتوبی زرین اسم اللہ کا بھی ہو اور ہیئات نشست مربع یا بین شرط کہ انگوٹھا شریان زانو پر رہے ۔ آنکھیں بند اور اس طرح بھی قلب میں حرارت محرکہ نہ پیدا ہو ۔ تو پاس انفاس کیا جائے بلکہ ذکر جہر لا الٰہ الا اللہ بشرائط تصور پیر و تخیل نفی ماسوا اور ضرب الا اللہ علی القلب وغیرہ وغیرہ پہلے پہل باتعداد و تسبیح پر ہونا چاہیئے ۔ پھر صرف "الا اللہ" بالمضاعفہ ۔ پھر محض اللہ اللہ گو کلام غیر مفید یا بے معنی ہو تا جائے ۔

یہ کوئی سنت احمدیہ اور اتباع نبی کریم نہیں ہے اور نہ آثار صحابہ میں ان اذکار اور وظائف اور اشغال کا نام و نشان ہے ۔ یہ قواعد ہیں علم یوگ یا مسمریزم و علم توجہ سے جو روحانیہ کے جو قدیم سے رائج ہیں اور وہاں سے مستنبط ہیں ۔ یہ شرائط ہی رازکی باتیں ہیں جن کے ساتھ ذکر بلکہ کرنے سے دہوکہ دیا گیا ہے ۔ کہ گویا قلب کا جاری ہونا اور معمول اور میڈیم یعنی مرید کا متاثر ہونا پیر و مرشد کی کرامات ہے ۔ حالانکہ مسمریزم میں یہ عام رواج ہو رہا ہے ۔ اور صوفیوں کی کرامات طشت از بام ہو چکی ہیں ۔ جن لوگوں پر یہ راز منکشف ہو گیا ہے وہ ان لوگوں سے برگشتہ ہوتے ہیں ۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں غضب یہ ہے تو یہ ہے کہ جو ان کے معتقد ہیں ۔ وہ اعمال صالحہ مسنونہ صوم و صلوٰۃ اور قرآن تدبر سے پڑھنے اور ہر کام میں اتباع النبی الکریم کرنے کو لغو جانتے ہیں ۔ بعض تو شریعت کو ایک لعنت سمجھ کر تارک الصوم والصلوٰۃ ہو گئے اور رابقۂ شرع سے باہر نکل گئے اور بعض بلحاظ اسلام و سلیمن حضرت خاتم النبیینؐ کے باندہے ہوئے قانون سے باہر نکلنا موجب عار جانتے ہیں یا اعتقادی رنگ میں باعث عذاب و عقاب آخرت مانتے ہیں ۔ لیکن ان اعمال مسنونہ کو وصل باللہ یا لقاء الٰہیہ کا موصل ہرگز نہیں جانتے ۔ یہی سبب ہے ۔ کہ نماز دن کو سنوار

سنوار کر اور قرآن کریم تدبر سے نہیں پڑھتے اور وظیفہ کو بھی بلحاظ ترجمہ و مضامین نہیں پڑھتے ۔ صرف ان کا بھی مذہب ہے ۔ کہ فنافی الشیخ کے لئے اس کا تصور اور اس کا فرمودہ وظیفہ کرتے رہنا چاہیئے ۔ حتےٰ کہ اپنے آپ کو عین مرشد یا اس کا مظہر جان کر اس کے اعمال سے متلبس ہو جائے اور بے تکلف یہ کیفیت اس کے دل میں سما جائے ۔ بعینہٖ جیسے بت پرست کرتے ہیں ۔ چونکہ یکسوئی خیال سے کچھ صفائی بھی انہیں حاصل ہو جاتی ہے اور کچھ خواب دیکھ لیتے ہیں پھر آگے ترقی کرتے ہیں اور فنافی الرسول کی منزل یوں طے کر لیتے ہیں کہ صورت پیر بصورت محمدؐ جانتے ہیں اور ان کو کیفیت ... اکا اس کا تصور بھی ٹھہرا کرتے ہیں ۔ اور خاتم النبوت کے صفات کا خیال اور تصور ... اپنے آپ پر جاتے ہیں حتیٰ کہ انا محمدؐ کی حالت اُن پر طاری ہو جاتی ہے پھر فنافی اللہ انہیں آسان ہے کیونکہ مطابق مذہب وحدت وجود ان کے پر شکل انسان میں خدا تھا ۔ مجھے معلوم نہ تھا ۔ انا احمد بلا میم انا عرب بلا عین ۔ اور ایسی لغویات باتوں کا تعدد اور پے در پے تفکر کرکے اپنے آپ کو عین اللہ جاننے لگ جاتے ہیں ۔ پس اپنے وجود کی نفی یوں کرلی ۔ کہ یہ وجود میری ہستی نہیں بلکہ خدا ہی کی ہے بلکہ سارا جہاں عین ذات ہے ۔ معاذ اللہ من ہٰذا العقیدہ

پس ان وجودیوں اور دہریوں میں چنداں فرق نہیں وہ بھی کائنات کو بھی اپنی ذات کا خدا مانتے ہیں ۔ کہ یہ سب صفات اور خاصیات مادہ ہی کی ہیں یعنی قدرت اور صنعت الٰہی سے جو عجائبات صنائع ان ذرات یا مادہ کی ذات میں ظاہر ہیں سب ان کے اپنے ہی خواص ہیں ۔ روحانی جسمانی قوتے اور خاصیات کا منبع یہی وجود ہے ۔ جو اصل ان کائنات کا ہے ایسا ہی وجودی کہتے ہیں کہ خدا کوئی الگ چیز نہیں ہے اس عالم کا اصل ایک ہستی ہے جو اطلاق سے بھی مطلق ہو یعنے یہ نہیں کہ تعینات کا اصل جو کہ ان قیود افراد سے مطلق ہے ۔ وہ خدا ہے اور یہ تعینات خدا نہیں بلکہ اطلاق اور قیود و تعینات سے مطلق ہے یعنی اشکال مختلفہ میں بھی اور ہیولانی حالت میں بھی خدا ہی خدا ہے اسی بنا پر ہمہ اوست کا مذہب مبنی ہے بعض کہتے ہیں ۔ کہ اصل سب کا وہ ہے مگر ان کا اصل "ہمہ اوست" اس طرح ٹوٹ جاتا ہے ۔ کیونکہ جب تعینات کی قید اور اطلاق

کی قید سے باہر ہوا تو وہ صرف تصوری ہستی رہ گئی نہ کہ موجود غرض یہ صوفی اسلام کا لباس پہنے ہوں یا غیر اسلامی ہوں ان سے جو منافع یا مضار یا ذکا شغلے ظاہر ہوتے ہیں ۔ سب قواعد یوگ پر مبنی ہیں ۔ یکسوئی خیالات اور تصور جمانا اور عقد ہمت اور ارادہ اور ایسے اور کئی امور ان کا راز ہیں ۔ [illegible] اسلام سے کوئی غرض نہیں ۔ دہریہ ہو کر کوئی ان قواعد پر چلے تو ایسی کامیابی کا سونہہ دیکھ سکتا ہو مگر ان باتوں سے اللہ تعالیٰ جو وجودیوں اور مشرکوں کے عقائد کے خلاف ایک الگ ہستی اور اعلیٰ وجود ہے راضی نہیں ہوتا ۔ اسکی رضامندی کی علامات دنیا میں [illegible] عبادت اور پیشگوئیوں کے وقوعات اور نصرۃ اور برکت جاریہ ساریہ ہیں اور وہ خوارق عادات جو کہ عادات البشر منصوصہ کی حد کے اندر ہوں جو وجودیوں سے کبھی سرزد نہیں ہوتے خصوصاً بہ مقابلہ احیاء اللہ و اولیاء اللہ ائمہ و خلفائے دین متین جن کی خشیت اور ہمت بجز اتباع النبی اور تمسک بالسنۃ النبویہ کے اور کچھ نہیں ہوتی ۔

فقیر امام الدین عفی اللہ عنہ (گوپکی)

ایڈیٹر کی ذمہ واری

ایک ایڈیٹر کی حالت کس قدر نازک ہوتی ہے یہ امر ایڈیٹری کی میز پر بیٹھ کر ہی معلوم ہوتا ہے ۔ ایک ہی ڈاک میں کئی خطوط اس کو موصول ہوتے ہیں ایک طرف سے تو ایک صاحب کوئی مضمون اپنے مذاق کے موافق پاکر اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں دوسری طرف ایک اور حضرت ہیں جو یہ کہتے کہ اخبار بالکل ردی ہو اسکی تمام محنت پر پانی پھیر دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ہزار دو ہزار اصحاب کے مذاق کے موافق ایک اکیلی جان کیا کرسکتی ہے اس کشمکش سے نکلنے کے لئے کیا ہی عمدہ اصل ہے جو ہمیں اپنے امام ہمام کی معرفت ہاتھ آیا ہے کہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرنے چاہیئں ۔ واقعی جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ مزے میں رہتے ہیں ۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پرواہ ۔ نہ سہی گر میرے مضمون میں لذت نہ سہی ایک خط اٹاوہ سے آج کی ڈاک میں آیا ہے ہم ایسے خطوط کے اندراج سے ہمیشہ پہلوتہی کیا کرتے ہیں مگر چونکہ یہ ایسے شخص کی رائے ہے جو خود ایڈیٹر ہے اسلئے درج کر دیتے ہیں ۔

مخدومی کرمی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اخبار بدر نمبر ۳ ... آج موصول ہوا اس پرچہ کو دیکھنے سے طبیعت نہایت خوش ہوئی خدا کرے اسی حالت سے جواب اخبار کو حاصل ہوئی ہے یہ اخبار تنزل نہ کرے بلکہ روزافزوں ترقی پکڑے ۔ مجھ کو تو اخبار بدر و الحکم سے ایسی دلچسپی ہے کہ وارالامان کے یہ اخبار لکھتے ہیں اور اس میں ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و کلمات طیبات لکھے ہوتے ہیں اگر ہفتہ میں ایک دن بھی ان اخباروں کا نکلے تو بھی ہم اس کو سر آنکھوں پر رکھکر خدا کا شکر ادا کریں گے اور حقیقت ہم سے ہو سکیگی بطیب خاطر ادا کریں گے مگر غیر احمدیوں کیلئے دل چاہتا تھا کہ اخبار کی حالت میں ترقی ہو سو خدا کا شکر ہے کہ اب ہم اخبار کو واقعی اخبار کہہ سکتے ہیں اور فخر کے ساتھ غیر احمدیوں کو دکھلا سکتے ہیں ۔ مفصل پھر ۔ والسلام ۔ راقم صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ ۔

مقدس شاعری

(نظم منظومہ میاں محمود احمد صاحب)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
خبر لے اے مسیحا درد دل کی — تیرے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
دل آفت زدہ کا دیکھ کر حال — مرا زخم جگر بھی ہنس رہا ہے
کسی کو بھی نہیں مذہب کی پروا — ہر اک دنیا کا ہی شیدا ہوا ہے
بھنور میں پھنس رہی ہے کشتی دیں — تلاطم بحر ہستی میں بپا ہے
سروں پر چھا رہے ہیں ابر ظلمت — اسی سے جنگ ہے جو ناخدا ہے
خدایا اک نظر اس تفنۂ دل پر — کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے
غم اسلام میں تن جاں بلب ہوں — کلیجہ میرا منہہ کو آ رہا ہے
ہمارے حال پر ہنستی ہے گو قوم — ہمیں پر اسپہ روتا آ رہا ہے
مسیحا کو نہیں خوف و خطر کچھ — حمایت پر تلا اس کی خدا ہے
ہوئے ہیں لوگ دشمن امر حق کے — اسی کا نام کیا صدق و صفا ہے؟
حیات جاوداں ملتی ہے اس سے — کلام پاک ہی آب بقا ہے
دم عیسیٰ سے مردے جی اٹھے ہیں — جو اندھے تھے انہیں اب سوجھتا ہے
ذرا آنکھیں تو کھولو سونیوالو! — تمہارے سر پہ سورج آگیا ہے
زمین و آسمان ہیں اسپہ شاہد — جہاں میں ہر طرف پھیلی وبا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ — مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں — کہ یاد یار میں بھی اک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ — مرا معشوق محبوب خدا ہے

سنو اے دشمنان دین احمدؐ — نتیجہ بد زبانی کا برا ہے۔
کساں کو اک نظر دیکھو خدارا — جو بوتا ہے اسی کو کاٹتا ہے
نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور — نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے
لگیں گو سینکڑوں تلوار کے زخم — زبان کا ایک زخم ان سے برا ہے
شفا پا جاتے ہیں وہ رفتہ رفتہ — کہ آخر ہر مرض کی اک دوا ہے
خزاں آتی نہیں زخم زبان پر — یہ رہتا آخری دم تک ہرا ہے
ہمارے انبیاء کو گالیاں دو — پھر اس کے ساتھ دعویٰ صلح کا ہے
گریبانوں میں اپنے مونہہ تو ڈالو — ذرا سوچو اگر کچھ بھی حیا ہے
ہماری صلح تم سے ہوگی کیونکر — تمہارے دل میں جب یہ کچھ بھرا ہے
محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ — ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے — محمدؐ جو کہ محبوب خدا ہے

ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ — کہ وہ شاہنشہ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں — وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا — وہی اک راہ دیں کا رہنما ہے
پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے — ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے
مزا دو بار پہلے چکھ چکے ہو — مگر پھر بھی وہی طرز و ادا ہے
خدا کا قہر اب تم پر پڑیگا — کہ ہونا تھا جو کچھ اب ہو چکا ہے
چکھائے گی تمہیں غیرت خدا کی — جو کچھ اس بدزبانی کا مزا ہے
ابھی طاعون نے چھوڑا نہیں ملک — نئی اور آنے والی اک وبا ہے
شرارت اور بدی سے باز آؤ — دلوں میں کچھ بھی گر خوف خدا ہے
بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا — یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

سخن معقول از حامد سیالکوٹی

اگر حق را تو داری اعتبارے — بگویم با تو سخن استوارے
تو قائل شو بمرگ ابن مریم — رہا کن جان خود از انتظارے
نہ رفتہ بہ فلک نہ انساں کہ گوئی — نہ باز آید بہ این ملک و دیارے
یقین ست اینکہ او مرفوع بہ حق شد — نہ از جسمے مگر بد جانسپارے
فنا شد جسم او در خدمت یار — پریدہ روح او سوئے نگارے
مقام رفعتش چرخ چہارم — بجشمیرش خدا کردہ مزارے
مقامے ہست مردان خدا را — بہ نزدیک خدا عزت وقارے
اگر فہمی تو شان انبیاء را — بہ بینی رفع ہر والا تبارے
نہ مخصوص ست رفعت با مسیحا — نبیاں را ہمیں باشد شعارے
شدہ بہ فلک ہشتم رفع موسیٰ — ہمیں شد رفعت او را مدارے
بہ یحییٰ بیں کہ بنشستہ بہ عیسیٰ — بہ چارم چرخ ہر دو در اقرارے
یقین آری اگر بر موت یحییٰ — بگو بر مرگ عیسیٰ آرے آرے
کہ جسم عنصری یا جسم روحی — نہ ہم صحبت شوند دو ستارے
بہ بیں بگذشت زیں نہ تنسیلہ افلاک — ابو القاسم محمدؐ کامگارے
مقام رفعتش عرش معلےٰ — رسانیدش کجا پروردگارے
رسید آنجا کہ نرسیدہ نبی ایچ — چہ عبدے عاشق آں کردگارے
بود عرش مجیدش متکائے — شدہ یک راں براقے راہوارے
بظاہر مرقدش خاک مدینہ — بباطن مرکزش شد عرش بارے
گواہ آمد بریں آں وخت صدیق — کہ بود او را انیس و غمگسارے
ہمیں ست اے فتابس سخن معقول — بگفتم گر تو ہستی ہوشیارے

پناہ درکار ہے مجھ کو خدا کی — نہ شیطان الرجیم بے حیا کی
بھروسہ ہے فقط نام خدا کا — بڑا جو مہربان ہے رحم والا

سورۂ فاتحہ

[illegible] کرتا ہوں نام پاک اللہ
[illegible] خود ہیں ہر گروہ ذات یکتا
صفات خود ہیں ہر رب العالمین ہو
صفت اک یہ کہ رب العالمین ہے
ہر اک مخلوق سے بالا نہیں ہے
ہر اک رحمان پیارا نام اس کا
پھر اک رحمان کا نام اس کا
ہمیشہ مہربانی کام اس کا
رحیم بندگان مخلصین ہے
[illegible] اس کے نہیں ہو
وہی مالک ہے ایسی روز جزا کا
کریگا فیصلہ [illegible] کا
[illegible] بندگی [illegible]
تیرے [illegible] ہیں نیاز
[illegible] تو ہماری رب اعلیٰ
مدد کر تو ہمارا [illegible]
تو خود کر دے [illegible] راست رحمان
چلا ہم کو [illegible] فضل فراوان
عطا کر تو ہمیں [illegible] میں رہنا
[illegible] جو تیری کریا
عنایت جن پہ ہے تیری [illegible]
انہیں منعم علیہم میں ملانا
انہیں کی راہ پر ہم کو چلانا
[illegible] غضب [illegible]
[illegible] ہلاکت میں پھنسایا
[illegible] اور [illegible]
ہوئے گمراہ جو ہٹ کے راہ صفا کو
[illegible] راہ [illegible]
ہمیں انکی روش سے تو بچانا
[illegible] ہمیں کو چلانا

خاکسار حامد سیالکوٹی

زلزلۂ بخارا

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا وقائع نگار سینٹ پیٹرزبرگ ناقل ہے۔ کاراتاغ اور دیگر حصص بخارا سے یہان زلزلہ حال کے بعض نہائیت ہی خوفناک تفصیلی حالات سننے مین آئے ہین چونکہ یہ بیانات اُن چند لوگون کے ہین جو زلزلہ کے بعد زندہ باقی رہ گئے اس وجہ سے نہائیت اعتبار کے قابل ہین اور اون کو سُن کر سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کسی مہذب جماعت پر اس سے زیادہ خوفناک مُصیبت اور کیا پڑ سکتی ہے لوگ زندہ درگور ہو گئے۔ جل کر مر گئے ان کے ہاتھ پاؤن کٹ گئے اور اسی حالت مین ہلاک ہوئے یا بھوکون مر گئے یا اس بات کیلئے زندہ بچگئے کہ انواع اور اقسام کی درد و تکلیف اور ایذا برداشت کرنے کے بعد ہلاک ہو جائین۔ ایسی دہشت انگیز وحشت خیز حالت اب تک کسی کے دیکھنے مین نہ آئی ہوگی۔ مصنف کتاب جہنم نے جو تخیلات اپنی کتاب مین درج کئے ہین وہ پیش نظر ہو گئے۔

کاراتاغ ملک بخارا مین وسط ایشیاء کا نہایت آباد اور خوشحال شہر ہے یا کسی زمانہ مین تھا وہ ایک ریاست کا صدر مقام تھا جو دور کی خبر ابگندہ رکھتی۔ آمو دریا کی شاخ جو دریائے سرخان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کے کنارے یہ شہر واقع تھا اور جس طرح اہل اسپین کی بہادری ظاہر ہونے کے قبل ٹولیڈو کی حالت تھی۔ اسی طرح یہ مقام بھی فولادی تلوارون کے لئے مشہور رہا۔ کاراتاغ کا بنا ہوا خنجر۔ چھرا یا تلوار بادشاہون اور رئیسون کو تحفہ کے طور پر دیا جاتا تھا۔ ریشمی سوتی اور اُونی کپڑا بھی یہان کثرت سے تیار ہوتا تھا۔ ایک خاص قسم کا کپڑا الایچہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو صرف حسین عورتین اور بہادر سپاہی پہنتے تھے۔ یہ مقام سطح سمندر سے تین ہزار فیٹ کی بلندی پر ہے اس وجہ سے خاص صدر مقام ریاست یعنی حصار سے یہان کی آب و ہوا بہت اچھی ہے حصار کے امرا اور رؤسا گرمی کے زمانہ مین جاکر وہان قیام کرتے ہین ابھی تک مقام مذکور مین بخار کی شدت ہوا کرتی ہے اس حادثہ کے واقع ہونے کے قبل وہان بارہ سو مکانات پائے جاتے تھے۔ اب تو کاراتاغ ایک بہت بڑا قبرستان ہو گیا ہے جہان چار ہزار کے قریب وہ آدمی مدفون پڑے ہین جو آج کے چند روز بیشتر زندہ تھے اور کاروبار کرتے تھے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آس پاس کے دوسرے قصبات اور دیہات کے گیارہ ہزار آدمی تلف ہو گئے۔ (ت ح)

اسرار حسن و صحت

یہ ایک رسالہ جناب محمد عمر صاحب جذب لکھنوی نے تالیف فرمایا ہے جس مین حسن پیدا کرنے کے طریقے درج ہین۔ مولف صاحب نے اخیر مین بتلا دیا ہے کہ اس کا بہت کچھ حصہ ترجمہ ہے اور ترجمہ بھی ولائیت کے نامور پروفیسر بو ایڈیمن بات کی تصنیف کا مگر اس مین بہت سے امور زائد کئے گئے ہین۔ ترجمہ کرنے مین اگر کوئی خوبی ہے تو یہ ہے کہ پڑھنے والا صرف عبارت سے یہ معلوم نہ کر سکے۔ کہ یہ کسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ہم اپنے مہربان کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ وہ اس مین کامیاب ہوئے ہین سب سے زیادہ مُسرت مجھے جس بات سے اس کتاب کو پڑھکر ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ جہان کوئی حفظ صحت کا اصل آپ نے لکھا ہے۔ جو متفق علیہ ہے تو ساتھ ہی یہ بھی جتا دیا ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے یہی فرما چکے ہین۔ واقعی متمدن و مہذب قومون مین اشاعت اسلام کا ایک یہ طرز بھی ہے۔ ایسی باتون سے بعض طبائع بہت متاثر ہوتی ہین۔ کتاب کا حجم ۱۰۴ صفحہ کاغذ چکنا۔ چھپوائی اچھی۔ قیمت ۸ر۔ غالباً محمد نثار حسین صاحب ہتمم قومی پریس دیبام بار لکھنو سے ملسکتی ہے۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آل انڈیا سودیشی کانفرنس مین لالہ لاجپت رائے کا یہ فقرہ غالباً بعض آریہ مہاشون کو جو محض مسلمانون کو متہم کرتے تھے۔ نادم کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

سب سے پہلے گذشتہ چھ ماہ کی مُصیبت کے متعلق مین یہ ماننے پر آمادہ نہین۔ کہ مسلمان ہی اس کے موجب تھے ہندو مخبر اور خفیہ پولیس والے بھی اس نام نہاد سیزی کے یقیناً تائید کرنے اور اس کو امداد دینے والے تھے۔

ضرورت

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ایسے مدرس عربی کی ضرورت ہے۔ جو کہ عربی دینیات اور فارسی مین اچھی لیاقت رکھتا ہو۔ مڈل اور ہائی کلاسون کو تعلیم دے سکتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستین ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بمعہ سندات کے آنی چاہئین۔ والسلام

ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

سرکار عالیہ گورنمنٹ انگریزی کا شکریہ و مزید گذارش

خدا کرے۔ کہ یہ عادل رحم دل گورنمنٹ ہمیشہ ہمارے سر پر عدل اور رحم کا سایہ رکھے۔ دو تین فصلون کے تلف ہونے پر رحم دل گورنمنٹ نے خراب شدہ دیہات کی وصولی معاملہ مین التوا کر دیا اور اکثر کو اُمید معافی کی ہے۔ ورنہ بارانی کاشت مالکان کی سخت ابتر حالت تھی۔ معاملہ کہان سے ادا کرتے۔ اس واسطے سرکار کی دستگیری کا شکریہ ہے پانچ چھ سال سے زمین و آسمان کا رنگ بدل گیا معلوم ہوتا ہے۔ دھوپ کم ہو گئی ہے اور سردی معمول سے زیادہ پڑنے لگ گئی ہے۔ کئی سال سے زراعت موٹھ اور تل جب ثمر پر آتی ہے۔ تو سردی سے پھل نہین لاتی۔ کماد مارے جاتے ہین۔ باغات کو خصوصاً انب کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ بعض ترکاریان تلف ہو جاتی ہین بعض اخبارات مین لکھا گیا ہے۔ کہ سورج مین بہت بڑا داغ پڑ گیا ہے جو بڑھتا جاتا ہے اور زمین رفتہ رفتہ سرد ہوتی جاویگی جسکا ثبوت پہاڑ کے متصلہ علاقہ مثلاً ضلع گورداسپور مین ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ ہزارہا مویشی تلف ہو گئے اور اناج کی جگہ بھوکون کے پیٹ مین چلے گئے۔ طاعون سے مردم شماری بہت کم ہو گئی ہے۔ کاشتکاران کو فراہمی فصل کی اُجرت بہت دینی پڑتی ہے۔ بارانی کاشتکار بجائے منافع کے خسارہ مین رہتے ہین۔ عادل گورنمنٹ اندرونی کمزور رعایا پر باریک نظر سے غور کرکے دست شفقت سے اونکی دست گیری کرے۔

خیر خواہ کار و رعایا بندہ نیاز بیگ زمیندار ضلع گورداسپور

العزیز

یہ رسالہ قاضی غلام محی الدین صاحب اکمل کی ایڈیٹری مین بٹالہ سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ عہر حجم ۴۲ صفحہ۔ قاضی صاحب نے مختلف قسم کے مضامین مثلاً فضائل ماہ صیام۔ سوانح حضرت سرمد۔ تصوف کے خیالات حاکم و محکوم کے ....

بوسنہ اور ہرسک کی نسبت کچھ تاریخی حالات

(عربی اخبار سے بدر کے کالمون کیلئے ترجمہ کیا گیا)

دولت آسٹریا اور ہونگاریا (ہنگری) بوسنہ اور ہرسک مین برلن کے معاہدہ کے مطابق اس طور پر داخل ہوئی ہین کہ یہ دونون ملک باب عالی کی قلمرو مین رہین گے۔

لیکن اس مین شک نہین کہ بلاد عثمانیہ کا جو انجام دول خارجیہ کے دخل مین آکر ہوا ہے اس سے سخت اندیشہ ہے۔

ان ملکون مین سلطنت عثمانیہ کا وہ طرز عمل کہ جس سے یہ نوبت پہونچی ہے یا بلفظ دیگر وہ اسباب کہ جن سے یہ کچھ پیش آیا ہے وہ یہ ہین۔

بوسنہ اور ہرسک علاوہ ان قدرتی اور طبعی فضائل اور خوبیوں کے کہ جن کے لحاظ سے مغربی دول کی نظرون مین اہمیت عظیم رکھتے تھے اور ہین۔ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بھی بڑے وسیع ملک ہین۔ اور پچھلے زمانہ کے سلاطین عثمانیہ اگرچہ جغرافیہ سے ان کی اہمیت کو نہ جانتے تھے لیکن باوجود اس کے پھر ان کی اہمیت ان کے دلون مین جاگزین تھی اور ان کی نظرین اسپر لگی ہوئی تھین کہ وہ اس کے مالک ہو جائین اور اپنے ان جنگون کا اس کو مرکز قرار دین جو کہ وسط یورپ کے ساتھ ہونیوالے تھے۔ اور پہلا سلطان جو یورپ مین داخل ہوا وہ سلطان مراد اول تھا اس نے جب ادرنہ کو فتح کیا تو بروسہ سے نقل کر کے ادرنہ کو پایۂ تخت قرار دیا اور پھر بوسنہ ہرسک کو فتح کیا اور اس وقت بوسنہ اور ہرسک دونون ہونگاریا کے بادشاہ کے زیر حکم تھے لیکن اس وقت یہ ملک پورا پورا فتح نہ ہوا تھا بلکہ سلطان محمد فاتح نے ۱۴۶۳ء مین پورا پورا فتح کیا اور ۱۸۳۵ء تک زیر جزیہ رہا اور بعد ازان ولایات عثمانیہ کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

جب بوسنہ اور ہرسک دونون پورے پورے فتح ہو گئے تو سلطنت عثمانیہ نے اس کے انتظام کیطرف توجہ پھیری اور وہی قدیم انتظام وہان پر قائم کیا جو کہ سلطان عثمان اول کے بیٹے سلطان [illegible] خان نے فتوحات جدیدہ کے متعلق منجملہ تنسیقات عسکریہ کے قرار دیا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو ملک نیا فتح ہوتا تھا۔ اس کی اراضی کا کچھ حصہ فوجی افسرون کو خدمات کے صلہ مین یا ان کے امتیاز کے لئے دے دیا جاتا ہے جسکو فی زمانہ تیمار کہتے ہین۔

اور ایسی اراضی والون پر فقط یہ فرض ہوتا ہے کہ رستون کی حمایت اور نگرانی کرین یا وقت پر کچھ سپاہیون کی امداد کرین اور ابتداءً ایسی اراضی والے لوگ بہت کم تھے اور علاوہ برین یہ عطیہ شخصی ہوا کرتا تھا۔ اور وراثت اس مین جاری نہ ہوا کرتی تھی لیکن بعد ازان رفتہ رفتہ اس کی بہت ہی کثرت ہو گئی اور کثرت کے علاوہ اس مین وراثت شروع ہو گئی یہان تک بوسنہ اور ہرسک مین غیر متناہی تیمار اور جاگیرین ہو گئیں اور اس کے علاوہ ان جاگیردارون کو اپنی رعیت اور مزارعون پر اس قدر وسیع اختیارات حاصل تھے کہ مزارعون کے مال وجان وغیرہ سب پر وہ حکمران ہو گئے غرضیکہ تیمار والون کا حال ہرسک اور بوسنہ مین بعینہ ویسا ہی تھا جیسا کہ فرانس مین شورش عامہ کے پہلے اشرافون کے لئے تھا یا آیرلینڈ مین لارڈون کا تھا۔ یا کوہ لبنان مین مشائخ وامراء کے لئے گذشتہ زمانہ مین حاصل تھا اور اس انتظام سے ابتدائی زمانہ مین دولت عثمانیہ کو جنگون مین بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ اس انتظام سے جنگون کے وقت پر عظیم الشان باقاعدہ مسلح جرار لشکر سوائے کسی تکلیف اور مزید خرچ اور محنت کے مہیا ہو جاتا تھا اور تیمار کی جمع لشکریون سے بڑے بڑے کام کرا دیتی تھی اور تیمارون والے اپنے ملک سے دشمن کو اس طرح نہ روکا کرتے تھے جیسا کہ ایک فوجی افسر روکا کرتا ہے۔ بلکہ ایسا روکتے تھے جیسے کہ مالک لوگ اپنے ملک سے یا عیالدار شخص اپنے عیال سے روکا کرتا ہے۔ وغیر ذالک۔ لیکن اخیر مین جا کر یہ انتظام بڑے عظیم الشان نقصان کا موجب ٹھہرا۔ اور اس کا باعث یہ ہوا۔ کہ جاگیردار لوگ رعیت پر قابو یافتہ ہونے کے باعث بہت ہی ظلم و تعدی کرنے لگے جس سے رعایا مین سخت نفرت اور نفار پیدا ہو گیا اور اس سے اراضی کی آبادی مین بھی فرق آ گیا۔ اور باشون سے رعیت کی متواتر سرکشی اور بغاوت نے سلطنت عالیہ کی مقامی طاقت اور حشمت مین بہت کچھ ضعف اور خلل ڈالدیا اور تیمارون کے انتظام کے ساتھ ساتھ سلطنت کا یہ بھی طریق تھا۔ کہ ہر ایک ملک کی حکومت کسی پاشہ کو کسی معین مقدار مال بالاقساط ادا کرنے پر دی جاتی تھی اور وہ خود مختار حاکم وہان کے قرار پاتے تھے اور وہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے رعیت پر بے حد گرانباری ڈالدیتے تھے اور چونکہ بہت سا لشکر بھی ان کو باقاعدہ رکھنا پڑتا تھا اور مال بھی بے شمار ان کے پاس جمع ہو جاتا تھا اور سرکشی کے بواعث ہوا کرتے ہین۔ لہذا اکثر اوقات وہ بغاوت اور سرکشی کرتے رہتے تھے۔ تو اس انتظام سے جیسا رعیت کو نقصان پہونچتا تھا۔ دولت عالیہ کو بھی سخت صدمہ لاحق ہوتا تھا۔ تو جب ایک کچھ سرکشی کر کے اپنے ارادون مین کامیاب ہو جاتا تھا یا کم از کم دولت عالیہ سرکشوں کے روکنے کے خیال سے کچھ نرمی کا برتاؤ کرتی۔ یا کسی کو باوجود سرکش ہونے کے پھر بھی اس منصب پر اس کو قائم رکھتی تو اس سے دوسرون کو بھی اس طریق کو عمل مین لانیکا شوق پیدا ہوتا اور نیا ایک دوسرا فساد برپا ہو جاتا تھا پس یہ اسباب تھے جن سے بوسنہ اور ہرسک کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی اور باب عالی پر اسکی اصلاح بالکل مشکل نہ تھی۔ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پوری پوری اصلاح ہو جاتی لیکن اعداء اور رقیبون نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر مداخلت شروع کر کے اصلاح کی کوئی سبیل باقی نہ رہنے دی۔ روس جب کہ بلقان مین اپنی دست اندازی کرنی چاہتا تھا تو اس نے بوسنہ اور ہرسک کی زمین کو اپنے بیج کے لئے بہت مناسب اور تیار پایا اور پوشیدہ پوشیدہ تخم ریزی کرنے لگا جو کہ بہت جلد اُگا اور نشوونما پا گیا۔ جسکا پھل وہ عام بغاوت اور شورش ہوئی جس کو نہ کوئی اصلاح درست کرسکتی تھی اور نہ کوئی رئیس اور نہ کوئی اسلحہ۔

فریادِ معلم

معلمونکی قلیل تنخواہ اور اخراجات کی کثرت کا فوٹو ان اشعار مین خوب کھینچا گیا ہے۔

باپ کہتا ہے کہ بیٹا مین ہون بیوپار کا
پیٹ کا سامان کرون یا پاس تیری بات کا
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

چاہیئے گھر مین بچھونے پائجامے کرتیان
دال آٹا گھی مصالح برتن ایندھن روٹیان
ایک والد ایک ماں جن پر ضعیفی کے نشان
ایک بیوی ایک مین دو چار لڑکے لڑکیان
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

دیکھ اے بیٹا تو اپنے باپ کا حال زبون
اس پہ امید ترقی بھی قریبا ہے جنون
تذکرہ پنشن کا چھڑ جائے تو بیٹھون سرنگون
پرسش تنخواہ پر اے وائے قسمت کیا کہون
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

عجیب و غریب سیاح

یکم جنوری کو ایک شخص لندن سے دنیا کی پیادہ پا سیاحت کو روانہ ہوا ہے اس کے بشرہ پر آہنی چہرہ ہے اور وہ بچون کی چھوٹی گاڑی ہاتھ سے دھکیلتا ہوا لے جائیگا۔ اسے اس سفر کے اختتام پر تین لاکھ روپیہ انعام ملے گا۔ جو امریکہ کا ایک کروڑپتی دیگا۔ شرائط یہ ہین۔ کہ وہ اپنی اصلیت کسی آدمی کو نہین بتائیگا برطانیہ اور آئرلینڈ کے تمام اضلاع سے گذریگا اور دنیا کے بیس ممالک سے بھی گذرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جس شہر سے گذریگا وہان سے وہ ڈاک کا ٹکٹ خریدیگا۔ اثنائے مسافت مین اپنی بیوی تلاش کرے گا۔ جن شہرون سے گذریگا اور جتنے میل پیدل چلیگا۔ اس کی کیفیت کسی شہر کے حاکم یا دیگر ذمہ وار آدمی کے دستخط کرا کے روانہ کرتا رہے گا۔ اس آدمی نے بیان کیا۔ میرے پاس اس وقت پھوٹی کوڑی بھی نہین ہے اثنائے مسافت مین رسالے اور تصاویر فروخت کرتا ہونگا شروع مین مجھے رسالون اور تصویرون پر ایک پونڈ خرچ کرنے کی اجازت دیگئی ہے اسپر میرا گذارہ رہیگا۔ چہرہ ہمیشہ لوہے کا چہرہ چڑھا رہے گا۔ اور "آئرن ماسک" کے نام سے مشہور ہوگا۔

ایڈیٹرون کو نصیحت

ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی نے ایڈیٹرون کے روبرو تقریر فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد کیا کہ مین تم سے استدعا کی جسارت کرون کہ کسی واقعہ کی خبر درج اخبار کرنے سے قبل اس کے حالات کو بخوبی تحقیقات کر لیا کرو۔ سچ ہمیشہ خوشگوار و قابل ہضم تو نہین ہوا کرتا گو [illegible] ضرور ہوتا ہے اور اپنے ناظرین سے تم جس قدر سچ کہوگے اُتنا ہی انکو فائدہ پہونچیگا۔ برخلاف ازین اندیشہ ہے۔ کہ کسی خلاف واقعہ امر سے اس کے قبول کرنیوالون کو دیرپا نقصان پہونچے اور اس کے پھیلانیوالے بھی ذلیل ہون۔ پس جب تم کو واقعات کی صداقت کا ہر طرح اطمینان ہو جائے۔ اس اور صرف اسی حالت مین تم خوب نکتہ چینی کرو۔ تمام گورنمنٹون سے غلطیان سرزد ہوتی ہین اور نیک نیتی سے جو نکتہ چینی کی جاتی ہے اس سے افراد کی طرح گورنمنٹون کو بھی فائدہ پہونچتا ہے ایک ہوشیار و صحیح الرائے پریس اعلیٰ طریق حکمرانی کے حاصل کرنے مین بہت کچھ مددگار ہو سکتا ہے مجھے اعتماد ہے کہ تم میری ان باتونکو کسی ناصح کے بیان پر محمول نہ کروگے بلکہ محض دوستانہ اظہار رائے سمجھوگے۔

امریکہ مین چاندی کے سکون پر یہ عبارت کندہ ہوتی تھی

In God we trust

(ہم خدا پر توکل کرتے ہین) پریسیڈنٹ نے نئے سکون سے نکالڈالی۔ کہ یہ بالکل مہمل اور بے معنی ہے۔ سکون کو مذہبی خدا سے کیا تعلق (الحاد کا زور خدا نا وجود کی ضرورت) اگر خدا سے مراد یسوع ہے تو خوب ہوا۔ کہ خدا کے ایسے غلط تصور سے دہریت اچھی ہے۔ کسر صلیب کے اسباب خود بخود پیدا ہو رہے ہین۔ امریکہ مین میلاد مسیح کے موقع پر تمام مدارس مین ایک گیت گایا جاتا ہے۔ یہودیون نے کوشش کی ہے کہ یہ گیت منسوخ ہو کیونکہ جو ان کے ہم خیال نہین وہ کیون خواہ مخواہ اس کے سننے پر مجبور کئے جاوین۔ سر رشتہ تعلیم کے افسرون نے تو اس کو پسند کیا مگر پادریون مین جوش پھیل گیا۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے یہ تجویز منظور کرلی کہ کمشنران قسمت کے اختیارات مین توسیع کی جائے اور اس امر کی اجازت دی جائے کہ تنخواہ اور سروس کی مدت کی نوعیت کے متعلق چند باتونکو چھوڑکر وہ عارضی عملہ کے نوکر رکھے جانے کی منظوری دے سکین۔ نائب تحصیلدارون کو کسی کار خاص پر تین ماہ کے لئے لگا سکین۔

پرکاش لکھتا ہے یہ خبر اطمینان سے پڑھی جاویگی کہ ملک پلیگ کی مصیبت سے بچتا نظر آتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے مامور کو خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ آگے سے بڑھکر دبار آنیوالی ہے گو اس سال نہ ہو۔

میمن سنگھ کے مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ ہر ایک گاؤن کے نمبردار کا فرض ہوگا اگر اس کے گاؤن مین کسی قسم کی اشیاء کی خرید و فروخت کے متعلق کوئی جھگڑا ہو یا پولٹیکل جلسہ ہو تو اسکی اطلاع تھانہ مین دے۔

ولایت کے ساتھ بھی وی پی سسٹم اجراء ہونیکی تجویز ہو یہان کے انگریز تجار اس کے خلاف ہین کیونکہ پھر براہ راست لوگ چیزین منگوا لیا کرین گے۔

تجویز ہے کہ ایڈیٹر بھی مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہو کر کیا کرین اور ساتھ ہی ایک [illegible] نام نہاد ایڈیٹر عدالت مین پیش نہ ہوا کرین اور حقیقی ایڈیٹر چھپے نہ رہین یہ بھی تجویز ہے کہ پولیس کو مزید اختیار دئے جاوین تاکہ وہ ان مطابع کو جو مغویانہ مضامین شائع کرین۔ قرق اور ضبط کرسکین

پنجاب اور کشمیر کے درمیان تجارت روبہ تنزل ہوتی جاتی ہے۔ ایک کروڑ ۱۶ لاکھ سے ۹۰ لاکھ رہ گئی ہے۔ میوہ جات کشمیر سے پہلے ۱۰ لاکھ کے آتے تھے مگر اب سوا لاکھ کے۔ گھی بجائے اٹھارہ کے ۹½ لاکھ کا آیا ہے۔ ادھر پنجاب سے بھی سوتی پارچہ بجائے سوا ستائیس لاکھ کے ساڑھے بیس لاکھ کا تھا۔

بمبئی مین بڑی بڑی سڑکون پر مٹی کا تیل گرد دبانے کے لئے چھڑکنے کا تجربہ کیا گیا جو مفید ثابت ہوا۔

ضلع لائلپور کے ایک صاحب نے اپنے گاؤن مین ہر نماز پڑھنے والے کو ماہوار دینے کا اعلان کیا۔ ویل ایسے نمازیون کے لئے جو ایک پیسہ کے لئے پانچ نمازین پڑھین۔ یہ مسلمانون کا حال ہے۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال نے بذریعہ ایک جدید حکم کے ہدایت فرمائی۔ کہ محکمہ جات پولیس جنگلات ڈاکخانہ [illegible] کے خاص خاص افسر بنگال گورنمنٹ کے محکومہ و محروسہ علاقون مین ملازم و مقیم ہونے کی حالت مین قانون اسلحہ کی ان بندشون کے عملدرآمد سے جو دفعات ۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ مین مذکور ہین، مستثنےٰ اور آزاد سمجھے جائین۔

توقع کی جاتی ہے۔ کہ یکم ستمبر ۰۸ء تک مدینہ منورہ تک لین ریلوے بالکل مکمل ہو جائیگی۔

گورنمنٹ فرانس ۸۲ سالہ سید محسن زکریا کو بوجہ پولٹیکل سازش گرفتار کرلیا۔

دمشق سے محمل اور خزانہ مصارف حرمین حمیدیہ حجاز ریلوے پر روانہ ہوا۔

امن کے متعلق

ضلع لاہور کے موضع گگا پر تعزیری پولیس قائم ہے بوجہ بدعنوانی باشندگان میعاد مین اور اضافہ ہوا

ٹرنسوال مین برٹش انڈیا کے دو ہزار باشندے جیلخانہ مین ہین۔ ۱۲۰ کو حکم ملک بدر ہونے کا ملا ہے اور ۷۰ کو تاکید ہے کہ عدالت مین پیش ہون۔

۱۱۳ چینی جیلخانہ مین ہین اور ۷۳ چینیان کی ملک بدر ہونیکا حکم ہے۔ ہانسبرگ کے جو لوگ گرفتار ہین انکی جائیداد کی مالیت ۲۴ لاکھ روپیہ کم از کم ہے۔

ان مین ویسے تاجر بھی ہین۔ کہ جنگ مین نقصان اُوٹھاکر مدد کی۔

سنگھائی سے متصل تین دخانی کشتیان ڈاکوؤن نے لوٹین ۱۳ چینی مجروح۔ آمد و رفت خطرناک۔

ساحل کاسر بلانکہ کے متصل تین اقوام نے فرنچ فوج پر حملہ کیا لیکن پسپا کی گئین۔ ۹ گھنٹہ لڑے چھ فرنچ زخمی ہوگئے

لزبن مین انقلاب پسندون نے فوجون کے بگاڑنے مین ناکامی اٹھائی۔ بہت ناجائز اسلحہ ضبط کیا گیا۔

جمعہ کی شب کو زکہ خیل لوٹیرون نے درہ خیبر کے سٹیشن گڑہی پر چھاپہ مارا۔ چوکیدار ہلاک۔

ایسٹ انڈین ریلوے کے سٹیشن دھن بید پر حال مین ایک سخت ڈاکہ پڑا۔ خزانہ گھر مین دو صندوق تھے ایک دیسی ساخت کا جسمین ۷۰ ہزار روپیہ تہا اور دوسرا ولائیت کی ساخت کا اسمین ۲۲ ہزار روپیہ تہا۔ پہرہ دار قضائے حاجت کو گیا۔ پیچھے شمالی ہند کے آٹھ قوی ہیکل آدمی اندر گھُسے۔ صندوق توڑ ڈالا اور نقدی لے کر رفوچکر ہوئے راستے مین پہرہ دار بھی پہنچ گیا تہا۔ مگر انہون نے اس کی مشکین کس دین۔

رامداس ایک بڑا مشہور چور ہے۔ رائے بریلی کے ایک مکان مین تہا۔ پولیس کو خبر ہوئی۔ ادہر اسے بھی اطلاع پہونچگئی۔ مکان کو آگ لگادی اور مع اپنے بھائی کے جلکر راکھ ہوگیا۔

لکھنؤ مین یکم سے ۵ ار فروری تک انگریزی کی باہم گھوڑ دوڑ کا کھیل ہونیوالا ہے۔

مسلمانان روس کی جملہ تعداد پورے تیس ملین ہے ۲۹ ملین سُنی ہین اور ایک ملین شیعہ (ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) یورپ کے روسی اور کاکسی صوبہ جات مین چار شیخ الاسلام ہین۔ تین سُنیون کے لئے اور ایک اہل تشیع کیواسطے۔ ہر محکمہ شیخ الاسلام مین تین قاضی اور کچھ مذہبی عہدے دار ہوتے ہین ان کے متعلق مذہبی معاملات کی دیکھ بھال ہوتی جیسے نکاح۔ طلاق تقسیم میراث ورثہ کا قائم کرنا۔

چند معلومات

گائے ایک من دس سیر چارہ کہا جاتی ہے۔

۲۳۰۰۰ ریشمی کیڑے ایک پونڈ ریشم بناتے ہین۔

چھاتی کا اوسط ناپ مردون مین ۳۶ انچ ہے۔

جوان آدمی کے دل کے حرکون کی تعداد ۶۵ سے ۷۵ تک ہے۔

پچھتر [illegible] مین ۲ کروڑ [illegible] بنائے جاتے ہین

کرانچی سے فاصلہ ۷۰ میل پر قلمرو ریاست لس بیلہ مین ایک قیمتی کان ابرق کی دریافت ہوئی۔

لاہور مین ایک عجیب آدمی آیا ۳۵ برس عمر۔ ۱۳ سیر وزن ۳۲ انچ قد۔ سکنہ اٹاری

مہاراجہ کپورتھلہ نے ایک فرنگی سپین کی لیڈی سے شادی کی۔ دیسی رسم سے پانی گرہن کیا۔

چینی سفیر نے کلکتہ فارن آفس مین آکر تاوان تبت کی تیسری وآخری قسط دے دی۔

پونا مین سخت آتشزدگی سے ایک مرد ایک عورت اور ۲ سالہ بچہ بھی جل گئے۔

مولوی لیاقت حسین کو زیر دفعہ ۱۲۴ ۳ سال قید سخت اور زیر دفعہ ۱۵۳۔ ۱۸ ماہ سخت۔ یہ سزائین ایک ہی وقت سے شمار ہونگی۔

ڈاکٹر عبد الغفور کو انہی جرمون مین ایک سال اور چھ ماہ کی قید سخت کا حکم سنایا گیا۔ (اپیل دائر ہوگی)

گیا مین گئو رکھشا کے متعلق آریون نے ایک خاص جلسہ کیا اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ موضع بیلا مین ایک فساد ہوگیا

پچھلے دنون مین جو ضلع اٹک کے شہر کیمبل پور کے صدر بازار مین آتشزدگی ہوئی۔ اس کے متعلق ایک نامہ نگار عام کی شکایت ہے۔ کہ آٹے کی بوریان۔ گھی کے ٹن۔ کپڑون کی بدریان اور جیب گھڑیان اور دیگر قیمتی سامان پیٹ بھر کر لوٹا گیا۔

کانٹھ گڑھ (مرادآباد) رام گنگا کے پل ریلوے پہ محصول گذر یکم فروری سے معاف ہ

پورٹ سعید کے ساحل پر سخت طوفان باد آیا بہت نقصان ہوا۔ تارین شکستہ نہر سویز کی راہ بند ہوگئی۔

بعض چوہون کے پیٹون کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ دس دس بارہ بارہ خراب کپاس اور ناشگفتہ پھل برآمد ہوئے۔

باندہ سرحد کوہاٹ سے چند لوٹیرے تین آدمیون کو پکڑ کرلے گئے۔ ان مین ایک نوجوان لڑکا ایک معزز ٹھیکیدار کا بھائی ہے گرفتار ہوئے دو ماہ گذر چکے اب معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہین اور اس کے عوض مین اڑہائی ہزار کا مطالبہ کیا جارہا ہے (دلیری۔ قابل انسداد)

آریہ سماج کا مندر بنیں پچیس ۲۵ ہزار کی لاگت کا تھا جو شملہ مین جل گیا۔

گورنمنٹ روس [illegible] قحط زدگان کی امداد کے لئے ایک لاکھ ۴۰ ہزار [illegible]

جمع کیا گیا۔

میونسپلٹی لاہور ۱۴ لاکھ ۵۶ ہزار کی مقروض ہے۔

کلکتہ مین ایک جونپوری دس ہزار روپیہ لیکر بھاگ گیا۔

نواب مرزا کیان بخش پسر شاہ اودھ مرحوم پر کلکتہ مین ایک عورت کے چرا لینے کا مقدمہ دائر ہے۔

باب عالی نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ پونڈ کے گیہون خرید کر کاشتکارون مین تقسیم کئے جائین۔ ستر ہزار پونڈ خرچ ہو چکے ہین۔

چونکہ حجاز مین ہیضہ ہے اسلئے جو اشیاء حجاج لائینگے وہ اگر ڈس انفکٹ نہو سکے گی تو تلف کر دی جائینگی۔

بحر شمالی انگلستان کے گرد و نواح مین چھ لاکھ مربع میل رقبہ مین اس قدر کُہر پڑ رہا ہے۔ کہ اس سے پہلے آج تک کبھی نہ پڑا تھا۔ اس وجہ سے بعض جہازات اور ریل گاڑیان آپس مین ٹکرا گئین۔ آمد و رفت بند ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۸ ار جنوری مین ۳۱۵۰ طاعونی اموات ہوئین

پنجاب یونیورسٹی نے لاہور کے کالجون مین ۷۰ ہزار تقسیم کیا۔ اسلامیہ کالج لاہور کو آٹھ ہزار ملا ہے۔

امیر کابل ۹ ار جنوری کو جلال آباد پہونچے۔

جنوری کے اول گیارہ روز مین کل آمدنی ریلوے ہند کی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ۲۶ ہزار اوسط فی میل ۴۰۶ روپیہ۔

گورنمنٹ بنگالہ نے ۳۰ روپے تک تنخواہ ماہوار پانیوالے ملازمون کیلئے تین ماہ تک قحط الاؤنس منظور کیا

ماہ فروری مین ملک معظم اور ملکہ معظمہ ڈنمارک اور ناروے کی سیاحت فرمائینگے۔

تھوڑے عرصہ مین اُڑیسہ مین آسٹریا مین ترکی اور یونانی ریلوے کا اتصال ہو جائیگا اس سے ہندوستان۔ مصر اور وسطی یورپ کا سفر بہت سہل ہو جائے گا۔

سائبیریا کی ریلوے لائن دہری بنائی جانے کی تجویز ہے ۱۵۷۳۲۰۰۰ پونڈ منظور ہوئے ہین۔ سلاہ ۱۹۱۱ء تک تیار ہوگا۔

پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈ کی رپورٹ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ بعض لوگون کو طریقہ انتخاب سے دلچسپی نہین حالانکہ یہ عدم دلچسپی اس وجہ سے ہے کہ لوگ تعلیم یافتہ نہین۔ اپنی حقوق اور لوکل سیلف گورنمنٹ کے فوائد کو نہین سمجھتے۔

ایرانی شاہزادہ فرمان میرزا کردون کے مقابلہ سے تنگ آکر مقام سجبولاق سے ہٹ آئے اور ترک اسپر قابض ہو گئے مگر ترک اسے مداخلت بیجا نہین سمجھتے وہ اس مقام کو

سلسلہ حقہ کے نئے ممبر

الٰہ دین صاحب حجام ۔ تبدیلی ضلع سیالکوٹ
کریم بخش صاحب " " "
عبد اللہ صاحب " " "
امام الدین صاحب " " "
رحیم بخش صاحب تلواڑہ " " "
محمد حسین صاحب " " "
میاں الٰہ دین صاحب " " "
امام الدین صاحب " " "
فیض بخش صاحب کٹھالیان " " "
احمد یار صاحب " " "
مولا داد صاحب " " "
حکم دین صاحب " " "
حیدر صاحب " " "
امام الدین صاحب " " "
جلال صاحب " " "
شیخ مولا بخش صاحب ہیڈ ایجنٹ چھاونی سیالکوٹ
محمد علی صاحب کٹھالیان ضلع سیالکوٹ
غلام قادر صاحب " " "
عمر الدین صاحب " " "
رحیم بخش صاحب " " "
تاب صاحب " " "
نظام الدین صاحب " " "
محمد طفیل صاحب " " "
محمد خان صاحب سکنہ چک نمبر ۹۹
ہتیاں خان صاحب " " "
محمد حسین صاحب وڈالہ سندھواں سیالکوٹ
میاں اللہ دتہ صاحب داتہ زید کا "
میاں محمد یار صاحب کٹھالیان "
محمد علی صاحب ولد غلام احمد صاحب سکنہ کاٹھگڑھ
ضلع ہوشیارپور
امیر علی صاحب ولد محمد بخش صاحب سکنہ فیض اللہ چک
ضلع گورداسپور
سید محمد شاہ ولد عالم شاہ سکنہ معین الدین پورہ
ضلع گوجرات حال وارد راولپنڈی

رشید احمد ولد غلام حسین صاحب پٹواری سکنہ کافی
جعفرآباد تحصیل و ضلع سیالکوٹ
محمد دین ولد خدا بخش صاحب سکنہ دولووالی
ضلع سیالکوٹ ۔
روشن دین صاحب ولد عمر الدین صاحب سکنہ
دولووالی ۔ ضلع سیالکوٹ
شاہ ولی خان صاحب مدرس مدرسہ داتہ ہزارہ
سید احمد صاحب دوکاندار " " "
میاں عبد الغنی خان صاحب ۔ سرہند ۔ بسی
نور شاہ ولد شمس الدین صاحب مقصودپور
ریاست کپورتھلہ
عظمت اللہ ولد عنایت چھاچھی ضلع کیمبلپور
امیر الدین صاحب ۔ آس نور ۔ کشمیر
گلزار محمد ولد عطا محمد صاحب چنیوٹ
بشیر احمد صاحب نابھہ ریاست
منصب علی صاحب ولد فوجدار خان
صاحب مالیر کوٹلہ
میاں غلام حسین صاحب پشاور
شکر اللہ خان صاحب " "
احمد دین صاحب " "
سید احمد صاحب جرام پور ۔ کمگ
واحد علی صاحب " "
مستری امام الدین صاحب جہلم
میاں بہادر علی صاحب موضع نتھا ضلع
راولپنڈی ۔
میاں اکبر حسین صاحب سور جگڈھ مونگھیر
اہلیہ محمد مبارک علی صاحب لاہور
چودہری نتھو خان صاحب نمبردار چک ۹۹ شاہ پور
حسن محمد صاحب " " "
میاں اللہ رکھا صاحب " " "
غلام علی صاحب " " "
محمد حسین صاحب ۔ یادگیر حیدرآباد دکن
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب موضع متر
ضلع سیالکوٹ
میاں غلام حسین صاحب کلسیاں والہ
میاں الٰہی بخش صاحب موضع پوسی
گڑھ شنکر ۔

رسید زر

۶ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۸۹ ۔ حسین علی صاحب ۔ے
نمبر ۱۰۲۰ ۔ سید نثار شاہ صاحب ۔ے

۷ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۱۸۹۸ ۔ فقیر محمد صاحب عار

۸ و ۹ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۱۹۰۰ ۔ میرزا سراج الدین صاحب للعہ
نمبر ۔ محمد بخش صاحب گرداور رتانگوی للعہ
نمبر ۱۵۸۰ ۔ عبد المجید صاحب للعہ
نمبر ۱۶۸۶ ۔ نصر اللہ خان صاحب ے
نمبر ۲۸۸ ۔ ماسٹر شیر محمد صاحب ے

۱۰ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۔ نور احمد ۔ سلطان احمد از جوجہ ے

۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۹۴۷ ۔ بابو وزیر خان صاحب ے

۱۳ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۔ عبد اللہ صاحب للعہ
نمبر ۱۹۱۶ ۔ فضل دین صاحب عار
نمبر ۱۴۴۰ ۔ چودہری محمد جان صاحب للعہ
نمبر ۹۰ ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۵
نمبر ۵۴۴ ۔ بابو محمد ابراہیم صاحب عار
نمبر ۵۴۴ ۔ محمد سعید صاحب للعہ
نمبر ۱۴۰۴ ۔ مہر الدین صاحب للعہ
نمبر ۱۱۱ ۔ بابو عطا الٰہی صاحب صہ
نمبر ۱۳۶۷ ۔ محمد جان صاحب للعہ
نمبر ۹۲۴ ۔ محمد حسین صاحب للعہ
نمبر ۲۲۷ ۔ منشی رستم علی صاحب صہ
نمبر ۱۹۱۷ ۔ ڈاکٹر چراغ دین صاحب عار
نمبر ۱۲۵۰ ۔ میاں محمد دین صاحب عار
نمبر ۵۶۵ ۔ میاں الٰہی بخش صاحب عار
نمبر ۲۱۲ ۔ جلال الدین صاحب زرگر عار
نمبر ۔ عبد الحکیم صاحب اکونٹنٹ پوپنیہ ۴
نمبر ۷۳۵ ۔ گلاب الدین صاحب ۴

۱۴ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۲۷۰ ۔ شیخ محمد مبارک صاحب للعہ
نمبر ۱۲۹۱ ۔ چودہری فیروز خان صاحب للعہ
نمبر ۸۸۸ ۔ حکیم سید محمد صاحب عار

۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء

نمبر ۵۲ ۔ بابو جمال الدین صاحب صہ
نمبر ۳۰۲ ۔ میاں غلام محمد صاحب صہ
نمبر ۹۹۸ ۔ منشی رحیم بخش صاحب عار
نمبر ۷۰۵ ۔ منشی ہمزاللہ خان صاحب عار
نمبر ۱۱۲۷ ۔ میاں نعمت خان صاحب عار
نمبر ۱۲۹۴ ۔ بابو روشن الدین صاحب للعہ
نمبر ۱۲۷۲ ۔ محمد حسین صاحب عہ
نمبر ۹۶ ۔ محمد ابراہیم صاحب ے
نمبر ۱۴۰۰ ۔ منشی کرم علی صاحب للعہ
نمبر ۲۰۴ ۔ میر احمد شاہ صاحب صہ
نمبر ۱۷۱۰ ۔ عنایت اللہ صاحب عار
نمبر ۱۵۶۷ ۔ بابو وزیر محمد صاحب عار
نمبر ۱۷ ۔ میاں محمد بخش صاحب صہ
نمبر ۱۴۸ ۔ مستری شہاب الدین صاحب للعہ
نمبر ۹۴ ۔ سلطان جہان خان صاحب عار
نمبر ۲۲۰ ۔ چودہری محمود خان صاحب عار
نمبر ۳۳۵ ۔ محمد سلطان صاحب عار
نمبر ۔ مرزا عبد الرحمان صاحب للعہ
نمبر ۱۰ ۔ مستری محمد دین صاحب للعہ
نمبر ۱۷۳ ۔ منشی غلام حمید صاحب صہ
نمبر ۱۳۱ ۔ چودہری کرم الٰہی صاحب للعہ
نمبر ۱۱۲۱ ۔ خواجہ جمال الدین صاحب صہ
نمبر ۲۱۳ ۔ محمد قاسم علی صاحب للعہ
نمبر ۲۸۱ ۔ منشی عبد الرحمن صاحب عار
نمبر ۔ محمد منظور الٰہی صاحب للعہ
نمبر ۱۹ ۔ شیخ محمد حسین صاحب صہ
نمبر ۳۶۸ ۔ مرزا رحیم علی صاحب للعہ
نمبر ۱۰۷ ۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب صہ
نمبر ۲۸۶ ۔ میر جمال الدین صاحب للعہ
نمبر ۲۲۴ ۔ منصب علی صاحب عار
نمبر ۷۳۶ ۔ انوار حسین خان صاحب صہ
نمبر ۴۵ ۔ عزیز بخش صاحب صہ
نمبر ۵۳ ۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب عار

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب میرٹھی

پر

ریویو

از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

گذشتہ سے پیوستہ

ساتھ ہی اصول کی کتابوں میں اس بات کی بھی صراحت کر دیگئی ہے۔ کہ خلاف الواحد مانع یعنے اگر ایک مجتہد بھی اہل اتفاق کا مخالف ہو تو اجماع متحقق نہ ہوگا۔

مولانا شکر اللہ صاحب ہدایت الشفیق کے صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

"یہ امر اصول کی کتابوں میں مبرہن ہے کہ صحابہ اجماع منسوخ نہیں ہوتا۔ کسی اجماع سے مسلم الثبوت میں ہے (اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابۃ لا یحتمل النسخ باجماع آخر۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ اجماع صحابہ کا منکر کافر ہوتا ہے اور اجماع تابعین وتبع تابعین کا منکر گمراہ توضیح میں ہے۔ ثم الاجماع علی مراتب اجماع الصحابۃ ثم اجماع من بعدہم فیما لم یروفیہ خلاف الصحابۃ۔

اسی قول کے بحث میں صاحب تلویح نے لکھا۔

فالاولی بمنزلۃ الایۃ والخبر المتواتر یکفر جاحدہ والثانیہ بمنزلۃ الخبر المشہور یضلل جاحدہ

ایہا الناظرون! اجماع کے بارہ میں حنفی بھائیوں کی تحقیق تو آپ سن چکے۔ اب اہل حدیث صاحبان کے ایڈووکیٹ رئیس المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تدقیق جو اس بارہ میں ہے وہ بھی سن لیجئے۔ مولوی صاحب موصوف ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۰ میں اجماع کی نسبت لکھتے ہیں کہ اجماع اتفاقی دلیل نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "اجماع میں اولاً یہ اختلاف ہے۔ کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہیں بعضے اس کے امکان کو ہی نہیں مانتے۔ پھر ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کا علم ہو سکتا ہے۔ یا نہیں ایک جماعت کے لوگ امکان علم کے ہی منکر ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے کتاب محصول میں یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا کہ انصاف یہی ہے۔ کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعوں کے حصول علم کی کوئی سبیل نہیں"۔

اسی کے مطابق کتاب حصول المامول میں ہے جو کتاب ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے۔ اس میں لکھا ہے "جو یہ دعوے کرے کہ ناقل اجماع ان سب علماء دنیا کی جو اجماع میں معتبر ہیں معرفت پر قادر ہے۔ وہ اس دعوے میں حد سے نکل گیا اور جو کچھ اس نے کہا الکل ہے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انہوں نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ جو دعوے اجماع کا مدعی ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ فقط"۔

اب اجماع کے متعلق اس مختصر ریویو میں ہم اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے شیخ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ میں جو یہ عبارت لکھی ہے "کہ از روئے اسلام یہ بات صحیح ہے۔ کہ واقعی مخالف کلام اللہ نہ کسی محدث کا قول معتبر ہے اور نہ کسی مفسر کا بلکہ خود حدیث مخالف کلام اللہ ہو۔ تو موضوع سمجھی جاوے گی۔" اس عبارت کو ہم بھی صحیح و درست سمجھتے ہیں اور حق و باطل میں تمیز کے لئے جو معیار شیخ صاحب نے اس عبارت میں پیش کیا ہے اسی معیار پر ہم فریقین کے دلائل کو جو ان مسائل کے متعلق ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ و مخالفین سلسلہ کے متعلق زیر بحث چلے آتے ہیں کسکر دیکھیں گے اور بفضلہ تعالےٰ روز روشن کی طرح ثابت کر دکھائیں گے۔ کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ حق کو چھوڑ کر باطل کی پیروی کر رہے ہیں۔

(باقی آئندہ ۔ انشاء اللہ تعالےٰ)

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کیلئے چھاپا گیا۔